758

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 22۔جون 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

مطالبات زر برائے سال 2012-2011 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 44 لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدافیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 96 کروڑ 71 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 11 تا 45 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 50 لاکھ 1 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 47 تا 62 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 17 کروڑ 62 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 ے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 63 تا 72 ملاحظہ فرمائیں۔

اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔

759

مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 47 کروڑ 8 لاکھ 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 73 تا 98 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 96 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 99 تا 110 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 82 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 111 تا 124 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 36 کروڑ 76 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 125 تا 146 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر
PC-21009

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 63 کروڑ 69 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 147 تا 290 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر
PC-21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 16۔ارب 26 کروڑ 64 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 311 تا 795 ملاحظہ فرمائیں۔

760

مطالبہ نمبر
PC-21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6۔ارب 74 کروڑ 21 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 797 تا 858 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر
PC-21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 6 کروڑ 87 لاکھ 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 859 تا 897 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر
PC-21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 52۔ارب 11 کروڑ 67 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 899 تا 992 ملاحظہ فرمائیں۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 86 لاکھ 68 ہزار روپے

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال

مطالبہ نمبر PC-21014	سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	12-2011 جلد اول کے صفحات 993 تا 1005 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 25۔ارب 59 کروڑ 45 لاکھ 31 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 1007 تا 1247 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 26۔ارب 40 کروڑ 28 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 1 تا 302 ملاحظہ فرمائیں۔

761

مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ارب 11 کروڑ 79 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 303 تا 339 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 77 کروڑ 98 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 341 تا 469 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 33 کروڑ 92 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 471 تا 486 ملاحظہ فرمائیں۔

مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ ارب35 کروڑ41 لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات 487تا 603ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11 کروڑ76لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات 605تا 629ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6۔ ارب22 کروڑ 59 لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات 631تا 687ملاحظہ فرمائیں۔

762

مطالبہ نمبر PC-21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب38 کروڑ71 لاکھ 25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات 689تا 785ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب 66کروڑ15 لاکھ13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات 787تا 836ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 25 کروڑ39	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال

PC-21025

لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

12-2011جلد دوم کے صفحات 837تا 887ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو23 کروڑ60 لاکھ 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات 889تا907ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ57لاکھ 57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات909تا 922ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21028

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو40۔ارب49 کروڑ62لاکھ 15ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات929 تا 934 ملاحظہ فرمائیں۔

763

مطالبہ نمبر PC-21029

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو13 کروڑ33 لاکھ59ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے صفحات 935تا 959ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21030

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو30۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011جلد دوم کے

	ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات 961 تا 965 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 75۔ ارب 60 کروڑ 34 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 967 تا 1125 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 59 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 1127 تا 1141 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 8۔ ارب 45 کروڑ 46 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 1143 تا 1162 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 43 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 1163 تا 1174 ملاحظہ فرمائیں۔

764

مطالبہ نمبر PC-13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 1175 تا 1179 ملاحظہ فرمائیں۔

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-13050

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 11۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 1205 تا 1209 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-22036

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 27۔ارب 20 کروڑ 74 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال-2011 12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال 12-2011 جلد اول کے صفحات 1 تا 720 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12037

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 89 کروڑ 10 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 1 تا 40 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12038

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 12 کروڑ 40 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال-2011 12 جلد دوم کے صفحات 41 تا 45 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12040

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 1۔ارب 20 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال 12-2011 جلد دوم کے صفحات 47 تا 52 ملاحظہ فرمائیں۔

765

مطالبہ نمبر PC-12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 38۔ارب 25 کروڑ 19 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2011-12 جلد دوم کے صفحات 53 تا 171 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 42۔ارب 32 کروڑ 55 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2011-12 جلد دوم کے صفحات 173 تا 399 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 98 کروڑ 71 لاکھ 38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2011-12 جلد دوم کے صفحات 401 تا 411 ملاحظہ فرمائیں۔

766

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

بدھ،22۔جون2011

(یوم الاربعاء،19۔رجب المرجب1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر4منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿٢﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
مُخْتَلِفُوْنَ ﴿٣﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿٤﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿٥﴾
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿٦﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿٧﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ
اَزْوَاجًا ﴿٨﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿٩﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿١٠﴾
وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿١١﴾ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿١٢﴾
وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً
ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾ لِنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿١٥﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾

سُوْرَۃُ النَّبَاِآیات1 تا16

(یہ)لوگ کس چیز کی نسبت پوچھتے ہیں؟(1)(کیا) بڑی خبر کی نسبت؟(2)جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں (3)دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے(4)پھر دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے(5)کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں

بنایا(6)اور پہاڑوں کو (اس کی) میخیں (نہیں ٹھہرایا؟)(7)(بے شک بنایا)اور تم کو جوڑا جوڑابھی پیدا کیا (8)اور نیند کو تمہارے لئے (موجب)آرام بنایا(9)اور رات کو پردہ مقرر کیا(10)اور دن کو معاش (کا وقت)قرار دیا(11)اور تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان)بنائے(12)اور (آفتاب کا)روشن چراغ بنایا(13)اور نچڑتے بادلوں سے موسلادھارمینہ برسایا(14) تاکہ اس سے اناج اور سبزہ پیدا کریں(15)اور گھنے گھنے باغ(16)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ دنیا اِک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اِک موجِ بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں ہے بس اِک بستی میں
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دل قرباں
تیری آنکھیں بتاتی ہیں تیری منزل مدینہ ہے
شرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمد ﷺ کی غلامی کا
وہ میرے دل میں رہتے ہیں میرا بھی دل مدینہ ہے
کرم کتنا ہے فخرؔ ان کی ذات پاک کا مجھ پر
میں اتنی دور ہوں لیکن مجھے حاصل مدینہ ہے

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے لیکن آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ میں اب تحاریک التوائے کار کی طرف چلتا ہوں پہلی تحریک التوائے کار میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل صاحب اور چودھری شوکت محمود بسراء صاحب۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، دیکھ لیں آپ۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے گورنر پنجاب نے وزیراعلیٰ پنجاب کو ایک خط لکھا ہے اور انہوں نے اس میں تفصیلات مانگی ہیں کہ پنجاب حکومت نے بیرونی امداد نہ لینے کا ذکر کیا ہے اور کچھ ممالک کا بھی ذکر کیا ہے کہ ان سے ہم امداد نہیں لیں گے اور کچھ کے متعلق کہا ہے کہ ان سے ہم امداد لیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس ایوان کو بھی مکمل طور پر اعتماد میں لیا جائے کہ کن ممالک سے یہ امداد لی جانی ہے اور کن سے نہیں لی جانی اور اس کے اثرات کیا ہوں گے، کتنے منصوبے اس سے بند ہوں گے اور ان منصوبوں کو اس سے کتنا نقصان ہو گا؟ گورنر صاحب کے خط کا جواب دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی مطالبہ ہے کہ اس کی تمام تفصیلات اس ایوان کو بھی مہیا کی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ خطوط کے جواب تو میرے خیال میں آپس میں ایک دوسرے کو دیتے رہتے ہیں، ایوان میں تو پہلے بھی کبھی نہ کوئی ایسی بات آئی ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میری عرض تو سن لیں۔ پورا صوبہ اس ایوان کی property ہے اور صوبے میں ہونے والے تمام معاملات جن سے ان منصوبوں کو نقصان یا فائدہ ہونا ہے ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم یہ پوچھ سکیں کہ اس کے کیا اثرات آئیں گے۔۔۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ دیکھ لیں، اگر آپ اپنا ٹائم پوائنٹ آف آرڈر پر صرف کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

LT.COL.(RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Mr. Speaker! I would like to inform the House through your Chair that this…

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):اردو میں بات کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:اگر انگریزی سمجھ نہیں آتی تو میں اردو میں بول دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:قواعد وضوابط کے مطابق چلیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:جناب والا!آپ مجھے اجازت دیں کہ میں انگریزی میں بولوں۔

جناب سپیکر:قواعد وضوابط کے مطابق بات کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:جناب سپیکر!آپ مجھے انگریزی میں بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر:ہم سب آپ کو اردو میں سننا چاہتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:جناب والا!بات یہ ہے کہ یہ جو ابھی national media میں debate شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر:کون سی؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:یہ جو آرمی کے خلاف باتیں شروع ہو گئی ہیں۔میں آپ کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ صلاح الدین ایوبی کا قول ہے کہ جس ملک کو آپ نے کمزور کرنا ہے اس کی فوج کو پہلے نشانہ بنایا جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کی غلطی ہے تو in House یا اندر بیٹھ کر بات کریں، میڈیا میں بات نہ کریں۔جب فوج والے ان کو lollipop دے رہے تھے اس وقت تو فوج والے بڑے اچھے تھے آج جب فوج اچھا کام کر رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:جناب والا!آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: یہ نیشنل اسمبلی میں بات کریں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! یہ باتیں intelligence failure ہیں، لوگ ٹریڈ سنٹر کو hit کرتے ہیں، لوگ پینٹا گون کو hit کرتے ہیں وہ intelligence failure تھا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کس طرف چل پڑے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ فوج اور عوام کو لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آج یہ فوج کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ ہم بھی الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: سب الیکشن لڑ کر آئے ہیں، بغیر الیکشن کے کوئی بھی نہیں آیا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! ان کو حوصلہ دیں کہ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب والا! یہ جو کہتے ہیں کہ:

گلشن کو سنوارا ہے ہم نے
ذرا ان سے کوئی پوچھے کتنے گلستان اجاڑے ہیں

جناب سپیکر: بس تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب والا! آج یہ فوج کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں، یہ اپنی کالی کرتوتیں دیکھیں، اس ملک کے ساتھ ان کا اپنا کیا role رہا؟ میرے قائد نے، ہماری قیادت نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہم ان جنرلوں کے خلاف ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔ شکریہ

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: یہ وہ ہے جسے سٹیشن کے سامنے موت کا کنواں لگوانے کی میں اجازت دلواتا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ فوج کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ کیا کرتے ہیں؟تشریف رکھیں۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:انہوں نے سلمان تاثیر کو قتل کروایا۔آپ مجھے بات کرنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:منڈا تو ویسے بھی unfit ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:کرنل صاحب!نہیں۔کرنل صاحب!نہیں۔پلیز مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ جو مرضی کرلیں لیکن ان کے اقتدار کے دن گنے جاچکے ہیں۔آج کوئی بھی سازش ان کو نہیں بچاسکے گی۔پنجاب کی عوام دیکھ رہی ہے۔

جناب سپیکر:منڈا صاحب!پلیز.بیٹھیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا تھو تھو۔

جناب سپیکر:آپ کیا کرتے ہیں۔پلیز تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔منڈا صاحب!بیٹھیں۔راناصاحب!آپ بھی تشریف رکھئے گا۔آپ کی بڑی مہربانی۔دونوں نے غبار نکال لیا ہے۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!آپ کی مہربانی،مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔میجر ذوالفقار صاحب!۔۔نہیں ہیں۔شوکت بسراء صاحب!۔۔۔نہیں ہیں تو اب اس تحریک کا کیا کیا جائے؟

معزز ممبران:اسے dispose of کردیں۔

جناب سپیکر:میں آپ سے نہیں پوچھ رہا۔مجھے ادھر بات کرنے دیں۔اس تحریک التوائے کار کو till next session pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری عبداللہ یوسف صاحب اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔کرنل صاحب!آپ کی بڑی مہربانی۔ no cross talk please

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:یہ personal remarks pass کررہے ہیں۔

MR SPEAKER: No cross talk. Order, order in the House, order in the House.

چودھری عبداللہ یوسف صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں، انجینئر شہزادالہیٰ صاحب!۔۔۔وہ بھی نہیں لہذااس تحریک التوائے کار کو بھی Till next session pending کیا جاتا ہے۔آپ درمیان میں نہ بولیں۔آپ کی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور و اوقاف (جناب افتخار احمد خان بلوچ): جناب سپیکر!میں نے تورائے دی ہے آپ مانیں یا نہ مانیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔رانا صاحب!آرڈر۔آپ ایسے نہ کریں،آپ کی مہربانی۔اگلی تحریک التوائے کار سیمل کامران صاحبہ کی ہے لیکن انہوں نے مجھے فون کیا ہے کہ میری تحریک التوائے کار next session تک pending کروادیں۔لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی pending till next session،اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے اسے بھی till next session pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے اسے بھی next session کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات کرنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کیجئے۔آپ اپنی اور میری عمر کا خیال رکھیں۔آپ کی مہربانی۔یہ تحریک التوائے کار بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے یہ بھی pending till next session اگلی تحریک التوائے کار نمبر 924/11 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے یہ بھی till next session pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 925/11 ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی طرف سے ہے۔

منڈی مویشیاں شیر شاہ ٹاؤن (ملتان) کی آمدنی میں حکومت کو کروڑوں روپے کے خسارے کا سامنا

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ منڈی مویشیاں شیر شاہ ٹاؤن ملتان کے ٹی ایم اے نے جولائی 2010 میں آمدن مبلغ -/31,41,810 روپے، ماہ اگست 2010 میں مبلغ -/16,88,685 روپے، ماہ ستمبر 2010 میں مبلغ -/545 ,11,65 روپے، ماہ اکتوبر 2010 میں مبلغ -/20,10,380 روپے، ماہ نومبر 2010 میں مبلغ -/21,27,720 روپے، ماہ دسمبر 2010 میں مبلغ -/19,83,075 روپے، ماہ جنوری 2011 میں مبلغ -/22,28,265 روپے، ماہ فروری 2011 میں مبلغ -/43,40,455 روپے اور مارچ 2011 چھ یوم (ازیکم مارچ تا 6-مارچ 2011) مبلغ -/15,43,000 روپے جبکہ نئے ٹی ایم اے کو 15-مارچ 2011 تک صرف 15 یوم کی آمدن مبلغ -/35,000 روپے وصول ہوئی-اس طرح تقریباً ساڑھے آٹھ ماہ کی آمدن میں تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے کی آمدن کا فرق سامنے آیا ہے جس کا حکومت پنجاب کو مالی خسارہ ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب نہیں آیا لہذا استدعا ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: کب تک pending کیا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگلے اجلاس تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسے نہ کریں

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! next week تک کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): شکریہ

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کل تک تو جواب نہیں آ سکے گا۔انشاء اللہ اگلے ہفتے تک جواب آ جائے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 933/11 بھی آپ کی ہے۔

فاطمہ جناح ہاؤسنگ سکیم (ملتان) میں ایم ڈی اے کے عملہ کی ملی بھگت سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملتان میں فاطمہ جناح ہاؤسنگ سکیم ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے تیار کی ہے جس کا 90 فیصد ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔ لوگوں کو پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور ان کی مکمل اقساط بھی گورنمنٹ کے اکاؤنٹ میں جمع ہو چکی ہیں لیکن کسی ایک فرد کو developed and allotted area نکال کر نوازا جا رہا ہے جو سراسر ناانصافی ہے۔ کچھ مزید لوگوں کے cases بھی عدالت میں ہیں جس کی زمین گورنمنٹ نے develop کر کے نکالی ہے۔ ان کا کیس بھی عدالت میں زیر التواء ہے۔ اس سے حکومت اور لوگوں کو کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ کسی ایک شخص کو جو کسی اعلیٰ حکومتی عہدیدار کا تعلق والا ہے انصاف کی دھجیاں اُڑا کر نوازا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ پر اسمبلی میں کمیٹی تشکیل دی جائے جو انصاف دلانے کے لئے ممد و معاون ثابت ہو۔ اگر ایک شخص کی زمین نکالی جا رہی ہے تو جن allottees کے cases زیر التواء ہیں ان کے ساتھ بھی مساوی سلوک کیا جائے اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ حکومت کے اس غیر مساویانہ روّیہ کی وجہ سے ملتان بھر کے عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک محکمہ ہاؤسنگ سے متعلق ہے تو کیا اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اگر آپ حکم دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر یہ cases عدالت میں ہیں تو پھر آپ اس بارے میں کیا کریں گے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ cases عدالت میں ہونے کے باوجود developed area کو اس سکیم سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ area حکومت نے develop کیا ہے اور عوام کے پیسوں سے develop ہوا ہے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ 124/125 کنال زمین جہاں پر سڑکیں بن چکی ہیں، سیوریج پائپ ڈالے جا چکے ہیں اس کو اس سکیم سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ عوام اور حکومت کا پیسا

ہے۔صرف ایک آدمی کو نوازنے کے لئے اتنا بڑا گھپلا کیا جا رہا ہے اور ملتان کے لوگوں کے ساتھ یہ بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر پہلے جواب تو سُن لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی محکمہ ہاؤسنگ کے تحت آتی ہے۔کیا ملک ندیم کامران صاحب کے پاس اس محکمہ کا چارج ہے اور کیا اس کا notification ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! جواب تو کوئی بھی وزیر دے سکتا ہے۔جی،ملک ندیم کامران صاحب!

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارہ نے فاطمہ جناح ہاؤسنگ سکیم حصہ دوئم ملتان کے لئے رقبہ تعداد 2514 کنال 2 مرلہ بروئے ایوارڈ مورخہ 16-03-2009 زیر حصول اراضی ایکٹ 1894 حاصل کیا جس میں پلاٹس ہائے کے لئے چار بلاک جی،ایچ،آئی اور جے بنائے گئے جن میں پلاٹوں کی کل تعداد 2332 ہے۔بلاک جے پر مشتمل 534 پلاٹس رقبہ 10 مرلہ فی پلاٹ صحافی حضرات کے لئے مختص کئے گئے جس کی الاٹمنٹ Ministry of Information and Youth Affairs Government of Punjab نے کی ہے جبکہ باقی ماندہ پلاٹس تعداد 1798 کی قرعہ اندازی مورخہ 18-03-2008 کو ہوئی جو کہ عوام الناس اور سرکاری ملازمین کے لئے برابری کی بنیاد پر کی گئی ہے۔کامیاب درخواست دہندگان کو الاٹمنٹ لیٹر مارچ 2008 میں جاری کئے گئے اور الاٹمنٹ لیٹر کی شرائط کے مطابق محکمہ ایم ڈی اے الاٹیوں سے قیمت پلاٹ وصول کر چکا ہے۔درج بالا حصول اراضی کے خلاف مندرجہ ذیل افراد نے case دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	عبدالعزیز اینڈ سنز	رقبہ 24 کنال ایک مرلہ	حکومت پنجاب
2	ڈاکٹر شفیق الرحمن وغیرہ	رقبہ 107 کنال 3 مرلے	عدالت عظمیٰ
3	منظور الحق	رقبہ 31 کنال 3 مرلے	عدالت عظمیٰ
4	ناصر قریشی	رقبہ 306 کنال 10 مرلہ	عدالت عالیہ

درج بالا افراد میں سے عبدالعزیز اینڈ سنز کا رقبہ حکومت پنجاب نے مورخہ 22-04-2011 کو سکیم سے خارج کر دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری کے صحافی حضرات بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!پریس گیلری سے صحافی حضرات بائیکاٹ کر گئے ہیں۔آپ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنا کر بھیجیں جو کہ ان سے بات کرے کہ انہوں نے کس معاملے پر بائیکاٹ کیا ہے؟

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!لاہور میں صحافی کالونی کے مینجر کو حکومتی اہلکاروں نے تشدد کا نشانہ بنایا ہے اور صحافی کالونی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے تو ہم اپنے صحافی بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے ایوان سے علامتی walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف علامتی walkout کر کے
ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر:میرا خیال ہے کہ اس کے لئے ہمیں کمیٹی بنانی چاہئے۔اس کمیٹی میں چودھری عبدالغفور،جناب اللہ رکھا،رانا ارشد،سید حسن مرتضیٰ اور شفیق گجر صاحب شامل ہوں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!حزب اختلاف نے علامتی واک آؤٹ کیا ہے۔صحافی بھائیوں کے بائیکاٹ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یہ معاملہ آج ہی میرے نوٹس میں آیا ہے۔اس سے پہلے صحافی کالونی سے متعلق جتنے بھی معاملات ہوئے ہیں ہم نے پریس کلب کے عہدیداران،صدر صاحب،سیکرٹری صاحب اور اسی طرح پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری کے ساتھ بیٹھ کر ان معاملات کو بڑے احسن طریقے سے سلجھایا ہے۔میں اب بھی اپنے صحافی بھائیوں اور حزب اختلاف کے معزز ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ اس حوالے سے ہم آج ہی اجلاس کے بعد بیٹھ جائیں گے اور اس میں جو کوئی بھی problem ہے اسے صحافی بھائیوں کی satisfaction کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ resolve کرائیں گے۔آپ کی طرف سے جو کمیٹی بھجوائی جا رہی ہے اس کے ممبران بھی صحافی حضرات کو بنفس نفیس اس بات کی یقین دہانی کرائیں۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔معزز ممبران چودھری عبدالغفور،جناب اللہ رکھا،رانا ارشد،سید حسن مرتضیٰ اور شفیق گجر صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔یہ حضرات جا کر صحافی حضرات سے بات کریں اور انہیں یقین دلائیں کہ ان کے معاملات ان کی تسلی کے مطابق ٹھیک کئے جائیں گے۔نولاٹیا صاحب!آپ بھی ان کے ساتھ چلے جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف علامتی walkout ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ وزیر قانون صاحب صحافی بھائیوں کو اس بات کی یقین دہانی کرا دیں کہ ان کی کالونی کے اوپر کوئی قبضہ وغیرہ نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وزیر قانون نے کہا ہے کہ جب یہ اجلاس ختم ہوگا تو ہم صحافی حضرات کے ساتھ بیٹھ کر ان کے grievances سنیں گے اور اگر ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو اس کا نوٹس لیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب آ گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک بڑی اہم بات point out کی ہے کہ اگر محکمہ ہاؤسنگ کا چارج ملک ندیم کامران کے پاس ہے تو پھر ہی یہ اس سے متعلقہ تحریک کا جواب دے سکتے ہیں۔ اس حوالے سے آپ صرف وزیر قانون سے مشورہ کر لیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! جواب تو کوئی بھی وزیر دے سکتا ہے اس میں تو کوئی امر مانع نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے جواب کا کچھ حصہ مجھ سے پہلے پڑھا جا چکا ہے اور اس سے آگے میں پڑھ دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری بات کا ابھی تک جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے پوچھا ہے کہ کیا ملک ندیم کامران کے پاس محکمہ ہاؤسنگ کا چارج ہے؟ اب وزیر قانون صاحب آ گئے ہیں اور وہ اس تحریک کے جواب کا باقی حصہ پڑھنے لگے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ ملک ندیم کامران صاحب پہلے جو جواب پڑھ رہے تھے کیا وہ عمل ٹھیک تھا یا غلط؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ on behalf of the government وہ جواب پڑھ رہے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری عدم موجودگی میں ٹھیک تھا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میں اس تحریک کے جواب کا باقی حصہ پڑھتا ہوں۔ درج بالا افراد میں سے عبدالعزیز اینڈ سنز کو حکومت پنجاب نے مورخہ 22-04-2011 سکیم سے خارج کر دیا ہے جس کا باضابطہ de-notification بذریعہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کمشنر ملتان بھیج دیا گیا ہے جبکہ مالکان اراضی ایوارڈ کی

معاوضہ رقم 80 کروڑ روپے میں سے 53 کروڑ روپے محکمہ سے وصول کر چکے ہیں اور باقی ماندہ رقم برائے تقسیم خزانہ دار کے پاس امانتاً جمع ہے۔

درج بالا افراد کے حکم امتناعی کی وجہ سے رقبہ 468 کنال 17 مرلے کے علاوہ باقی سکیم 2045 کنال 5 مرلے پر ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔ جس پر اب تک 567.31 ملین روپیہ خرچ ہو چکا ہے جو کہ کل سکیم کا تقریباً 70 فیصد ہے۔ حکومت پنجاب سے رقبہ کے اخراج کے بعد محکمہ سکیم کے layout plan میں مجاز اتھارٹی کی منظوری حاصل کر کے متاثرہ الاٹیوں کو adjust کر رہا ہے۔ بوجہ حکم امتناہی لاہور ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ آف پاکستان ڈاکٹر شفیق الرحمٰن، منظور الحق اور ناصر قریشی کا کیس زیر بحث نہ لایا جا سکتا ہے تاہم محکمہ عدالتی حکم کے تابع ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا گھپلا ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ 125 کنال میں روڈز بن چکی ہیں اور سیوریج ڈالی جا چکی ہے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حکومت اور عوام کا پیسا وہاں پر لگ چکا ہے اور آپ اس کو de-notify کر رہے ہیں۔ وہاں پر پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور جو پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں وہ پلاٹ آگے چار چار جگہ پر فروخت ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملتان کے لوگوں کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور 125 کنال میں ہزاروں الاٹی آتے ہیں اس لئے میں تو کہوں گا کہ اس معاملے کو ایوان میں بحث کے لئے رکھ لیا جائے یا پھر اس پر کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ subjudice ہے، عدالت میں تمام فریقین موجود ہیں اور اُن کے موقف کے مطابق عدالت سے اس کا کوئی بہتر فیصلہ ہو جائے گا۔ بصورت دیگر جب stay وغیرہ خارج ہوں گے تو حکومت کوئی ایسا فیصلہ کرے گی جس سے الاٹیوں کے حقوق متاثر نہ ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اور ملک صاحب بیٹھ کر اس کا کوئی مناسب حل نکال لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جس کا رقبہ نکالا گیا ہے اس کا کوئی subjudice case نہیں ہے اس پر آپ بحث بھی کر سکتے ہیں اور اس پر حکومت کوئی فیصلہ بھی کر سکتی ہے تو آپ نے جیسے فرمایا ہے میں رانا صاحب کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور اس معاملہ کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/937۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

پی ایچ اے کی طرف سے زمین کی لیز میں متعلقہ قوانین کی خلاف ورزی

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ایکٹ1998۔(The Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Act 1998) کی دفعہ 5 کے مطابق مفاد عامہ کے لئے مخصوص کسی بھی پلاٹ یا قطعہ یا رقبہ کو کسی دیگر مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جا سکتا ہے۔ اس ایکٹ کا اطلاق تمام ترقیاتی اداروں بشمول ان اداروں کے، جو پنجاب ڈویلپمنٹ آف سٹیز ایکٹ 1976 (The Punjab Development of Cities Act 1976) کی دفعہ 4 کے تحت قائم کئے گئے ہیں، پر بھی ہوتا ہے اور کیونکہ پارکس اینڈ ہارٹی کلچر اتھارٹی لاہور بھی پنجاب ڈویلپمنٹ آف سٹیز ایکٹ 1976 کی دفعہ 4 کے تحت قائم کی گئی ہے لہذا PHA بھی پارک یا گرین بیلٹ کے لئے مخصوص قطعہ اراضی کو کسی دوسرے مقصد کے لئے نہ تو استعمال کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنے کو بمطابق قانون دے سکتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: PHA لاہور نے نیشنل پارک واقع مین بلیوارڈ گلبرگ میں کچھ لوگوں کو پارک کا رقبہ برائے کام کرایہ پر دے رکھا ہے جو کہ پختہ تعمیرات کر کے اس جگہ کو کمرشل مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ سابقہ دور حکومت میں حکمران اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے حواریوں کو نوازنے کے لئے اس پارک کی زمین کی بابت کئے گئے Lease Agreements جو کہ ابھی ختم بھی نہ ہوئے تھے کی مدت میں 18۔فروری 2008 کے الیکشن کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی ان میں لمبی لمبی مدتوں کے لئے توسیع کر دی تھی جو کہ قانونی طور پر بالکل ہی غلط اقدام تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایوان میں اس معاملے کو زیر غور لا کر اس مسئلے کا حل نکالنا چاہئے۔ وہ لوگ اور افسران جو اس ڈاکازنی کی واردات میں شامل ہیں کے خلاف سخت قانونی کارروائی بھی ہونی چاہئے

کیونکہ گلبرگ مین بلیوارڈ میں کمرشل جائیداد کی مالیت شاید ہی 40 یا 50 کروڑ روپیہ کنال سے کم ہو گی جبکہ سرکاری خزانہ اور وسائل کو شیر مادر سمجھنے والے پارک کے انتہائی قیمتی رقبہ کو چند سو یا ہزار روپوں کے عوض تجارتی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ان میں ایک کرایہ دار وہ بھی شامل ہے جس کو کچھ انتہائی طاقتور بیوروکریٹس کی پشت پناہی حاصل ہے اور اس نے اپنے ناجائز مفادات کو آزاد عدلیہ سے زک پہنچنے پر اور سابق صدر پرویز مشرف کی خوشنودی کے لئے چیف جسٹس آف پاکستان کی کردار کشی کی مذموم مہم میں بھرپور حصہ لیا تھا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التواء کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ محکمہ کے جواب کے مطابق چند حقائق پیش خدمت ہیں تاکہ صورتحال کا بہتر طریقہ سے ادراک ہو سکے۔ اس وقت مختلف عدالتوں میں ایل ڈی اے کے 7387 مقدمات زیر التواء ہیں جن میں 170 سپریم کورٹ۔۔۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 11/937 ہے جبکہ محترم وزیر قانون کسی اور تحریک کا جواب پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کون سی تحریک کا جواب پڑھ رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 11/936 اور 11/937 دونوں تحاریک ایل ڈی اے سے متعلق ہیں۔ 11/937 کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: زیر غور تحریک کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوا۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: اب جناب عامر حیات ہراج مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں اُنہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب فوڈ سیفٹی اینڈ سٹینڈرڈ اتھارٹی مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب عامر حیات ہراج: جناب سپیکر! شکریہ میں

The Punjab Food Safety and Standard Authority Bill 2011.(Bill No. 29/2011.)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم بجٹ کی طرف چلتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! گورنر پنجاب نے چیف منسٹر پنجاب کو ایک خط لکھا ہے---

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ چیف منسٹر اور گورنر صاحب کی آپس میں خط و کتابت چلتی رہتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ پنجاب کے منتخب نمائندوں کا ایوان ہے۔ ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اُس خط میں جو تفصیلات مانگی گئی ہیں وہ اس ایوان کو بھی مہیا کی جائیں اور بیرونی امداد نہ لینے سے صوبہ پنجاب کے جو منصوبے رُکنے ہیں ہمیں صرف اُن کی تفصیلات بتادی جائیں۔ ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس ایوان کو گورنر صاحب کے خط کے جواب کی تفصیلات کے بارے میں بتایا جائے اور گورنر صاحب کے خط کا جواب بھی دیا جائے۔

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب اُس خط کا جواب دیں گے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے خطوط کے جوابات دیتے رہتے ہیں۔ یہ irrelevant بات میرے متعلقہ نہیں ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ معزز قائد حزب اختلاف نے جس خط کا حوالہ دیا، جس امداد کا ذکر کیا اور پنجاب کو جس نقصان کے اندیشے کا اظہار کیا میں چاہوں گا کہ اس معاملے پر آپ بجٹ کے فوراً بعد ایک دن مقرر کر دیں۔ ہمیں اس ایوان میں اس امداد کے اوپر بھرپور بحث کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس امداد کی بات کر رہا ہوں جو اس ملک کے بے گناہ لوگوں کے خون میں بھیگی ہوئی ہے۔ میں اس امداد کی بات کر رہا ہوں جس سے پاکستان کی عزت کو خاک میں ملایا جا رہا ہے۔ میں اس امداد کی بات کر رہا ہوں جس کے چند ٹکڑوں کے عوض ہماری آزاد فضاؤں کو محکوم کیا جا رہا ہے۔ میں اس امداد کی بات کر رہا ہوں کہ جس کی وجہ سے آج دنیا میں جو ہماری عزت کا مقام ہے وہ پورے پاکستان کے سامنے ہے۔ میں اس امداد کی بات کر رہا ہوں کہ جس کی وجہ سے ہزاروں بے گناہ پاکستانیوں کا خون پورے پاکستان کی گلیوں اور محلوں میں بہا ہے۔ کیا اس امداد کو لینا اور اس نقصان کے مقابلے میں اس کا ذکر کرنا جس امداد سے شاید کوئی عمارت بن جائے، کوئی اور سڑک بن جائے لیکن خدا گواہ ہے کہ وہ عمارت اور وہ سڑک جس میں ہزاروں پاکستانیوں کا بے گناہ خون شامل ہے وہ پکار پکار کر کہے گی کہ کاش اے پاکستانیو! آپ ایسی امداد سے معافی مانگ لیتے جس سے آپ اس عمارت کو بنا کر ہمارے خون کی توہین کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے پورا یقین ہے بلکہ یقین کامل، یقین محکم اور یقین واثق ہے کہ یہ معزز ایوان سو فیصدی یک زبان ہو کر کہے گا کہ ایسی امداد اور ایسے چند ٹکڑوں کو جس سے پاکستان کی عزت اور غیرت خاک میں مل جائے ہماری آزادی کا گلہ گھونٹا جائے اور ایسی امداد جو بے گناہ پاکستانیوں کے خون سے بھیگی ہو تو مجھے پورا یقین ہے کہ ہمیں یہ امداد نہیں چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج کیونکہ Cut Motions کا دن ہے اس لئے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ایک دن مقرر کر لیں اور آئیے امداد کے اوپر بحث کر لیں، آئیے غیرت کو کس طرح بچانا ہے اس پر بحث کر لیں اور آئیے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے شیر، شیر کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ قائد ایوان نے اس پر جو ایک دن مقرر کیا ہے---

جناب سپیکر: میں نے دن مقرر کرنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):انہوں نے تجویز دی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ بھی اس معاملہ پر بحث کے لئے دن ضرور مقرر کریں گے کیونکہ دونوں اطراف سے یہ senseآئی ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ اللہ کا شکر ہے چار سال بعد وزیر اعلیٰ صاحب کو نظر آ گیا کہ یہ امداد پاکستانیوں کے خون کے بدلے میں مل رہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ جس دن یہ بحث ہو اگر وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لے آئیں تو زیادہ بہتر ہو گا اور دونوں اطراف سے بات سننے کا انہیں موقع مل جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ ضرور تشریف لائیں گے۔انہوں نے ہی ساری بات سنانی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نہایت ہی احسن بات ہے کہ کوئی بھی فیصلہ کرنے کے لئے ایوان کے فیصلے پر بات چھوڑ دی گئی ہے، یہی جمہوری طریق کار ہے اور یہی جمہوریت ہے۔ میں یہ جمہوری طریق کار اختیار کرنے پر سمجھتا ہوں کہ آج بہت احسن بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر!میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں اور میری تجویز ہے کہ اس وقت زرعی ریسرچ کے اندر 52۔ارب روپے کی امداد سے 14 منصوبہ جات جاری ہیں۔ یہ ایوان جب تک فیصلہ نہیں کرتا کہ وہ امداد جو زراعت کے لئے ہے وہ زہر قاتل ہے یا امرت ہے اس وقت تک ان تحقیقاتی منصوبہ جات کو جاری رکھا جائے۔اس کے بعد ایک جمہوری طریق کار کے مطابق ایوان جو فیصلہ کرے گا وہ ہمیں قبول ہو گا۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر بابت سال 12-2011 پر بحث اور رائے شماری

(---جاری)

جناب سپیکر: اب ہم بجٹ کی طرف چلتے ہیں۔ میں آپ کو دو گھنٹے یعنی ایک بج کر 55 منٹ تک وقت دوں گا۔اس دوران آپ جو بات کرنے چاہیں گے وہ کر لیں اس کے بعد guillotine apply ہو جائے گا۔اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-13033 غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت کی تحریک پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر PC-13033

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 8۔ارب 45کروڑ 46لاکھ 44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 8۔ارب 45کروڑ 46لاکھ 44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، جناب شاہان ملک، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا، جناب قاسم ضیاء، سید حسن مرتضیٰ، محترمہ نیلم جبار چودھری، جناب قیصر اقبال سندھو، جناب آصف بشیر بھاگٹ، چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، جناب فاروق یوسف گھرکی، رائے محمد اسلم خان، جناب امجد علی میو، جناب محمد اشرف خان سوہنا، سید ناظم حسین شاہ، ڈاکٹر محمد اختر ملک، رانا بابر حسین، جناب محمد جمیل شاہ، جناب شہزاد سعید چیمہ، ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، صاحبزادہ محمد گزین عباسی، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ، راجہ طارق کیانی، رانا منور حسین، رائے محمد شاہجہان خان، ڈاکٹر اسد معظم، حاجی محمد اسحاق، چودھری محمد طارق گجر، جناب تنویر اشرف کائرہ، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، جناب تنویر الاسلام، جناب شاہجہان احمد بھٹی، سردار محمد حسین ڈوگر، محترمہ روبینہ شاہین وٹو، ملک محمد عامر ڈوگر، جناب احمد حسین ڈیہر، جناب احمد مجتبیٰ گیلانی، جناب محمد حفیظ اختر چودھری، سردار خالد سلیم بھٹی، سردار اطہر حسن خان گورچانی، جناب افتخار علی کھیتران، جناب شاہ رخ ملک، میاں محمد علی لالیکا، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، مخدوم محمد

ارتضیٰ، جناب جاوید حسن گجر، محترمہ نرگس فیض ملک، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ سفینہ صائمہ کھر، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ فائزہ احمد ملک، جناب پرویز رفیق، چودھری ظہیر الدین خان، سردار محمد یوسف خان لغاری، جناب محمد شفیق خان، ملک اقبال احمد لنگڑیال، کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری، جناب محمد یار ہراج، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر محمد افضل، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، محترمہ آمنہ الفت، محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدہ زیدی، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، سید عبدالقادر گیلانی، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ ساجدہ میر، ڈاکٹر آمنہ بٹر، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب منور حسن منج، جناب طاہر اقبال چودھری، سردار عامر طلال گوپانگ، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ حمیرا اویس شاہد، انجینئر شہزادالہیٰ۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پریس گیلری خالی ہے جس کے لئے آپ نے ہمیں باہر بھیجا تھا میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آ جائیں گے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس حوالے سے بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری عبدالغفور صاحب! کیا آپ باہر نہیں گئے تھے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہم باہر گئے تھے مگر اُن کے کچھ مطالبات تھے جو لاء منسٹر صاحب کو میں نے convey کر دیئے ہیں۔ اُس پر ابھی انشاءاللہ بات ہوتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری عبدالغفور صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے لاء منسٹر کو بات convey کر دی ہے مگر انہیں اس ایوان نے بھیجا تھا لہذا وہ ایوان کو ہی بتائیں کہ پریس والے کیا مطالبات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ مکمل مشورہ کر کے ابھی بتا دیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ اس طرح نہ کریں۔ اس ایوان نے بھیجا تھا لہذا وہ ایوان اور آپ کو بتائیں کہ اُن کے کیا مطالبات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اِس پر کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں پہلے چودھری عبدالغفور صاحب کو بتا لینے دیں کیونکہ اُن پر ان کی تسلی ہے اور آپ کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی تسلی نہیں ہے۔ جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے اُن سے بات کی ہے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگوں نے زیادتی کی ہے اور پہلے بھی اس طرح کے معاملات ہوئے ہیں۔ ہمارا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ متعلقہ ایس ایچ او کو suspend کیا جائے اور انکوائری کی جائے کہ اس نے یہ حرکت کیوں کی ہے۔ مزید ڈی ایس پی کو بھی وہاں سے remove کیا جائے۔ مجھے ایوان میں آ کر بتانے میں کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن لاء منسٹر صاحب سے میں نے یہ عرض کی ہے جس پر انہوں نے ابھی فیصلہ کرنا تھا اور میری یہ خواہش تھی کہ میں اُس وقت ایوان کو بتاؤں جب وہ بات کسی نتیجے پر پہنچ جاتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ جو ہمارے صحافی بھائیوں سے متعلق ہے اس حوالے سے میں نے پہلے بھی یقین دہانی کرائی ہے اور قائد ایوان سے بھی اس بارے میں بات ہوئی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اگر کسی بھی اہلکار خواہ اُس کا قصور انکوائری میں ثابت بھی ہو جائے، بغیر انکوائری ہم اُس کو سزا دیں گے تو وہ اس معزز ایوان کے اور ہمارے پریس گیلری کے بھائیوں کے بھی شایانِ شان نہیں ہو گی۔ میں ابھی باہر جا کر پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری سے بات کرتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کو inquire کرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان کے جائز مطالبات بھی پورے کئے جائیں گے اور جو لوگ ذمہ دار ہوں گے اُن کے خلاف سخت تادیبی کارروائی بھی کی جائے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم نے جو بات صحافیوں سے کی ہے وہ سامنے آنی چاہیئے جو ابھی تک نہیں آئی۔ صحافی یہ کہتے ہیں کہ ہم اُس وقت تک گورنمنٹ سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک اِن دو افراد کو suspend یا remove نہیں کیا جائے گا۔ میں نے اُن سے یہ بات کی ہے کہ اگر تو آپ اس سے پہلے یہی معاملہ حکومت کے علم میں لا چکے ہیں اور پھر عملدرآمد نہیں ہوا تو آپ کا مطالبہ جائز ہے لیکن اگر رات کو واقعہ ہوا ہے اور صبح ہی آپ کہیں کہ ہم بات کرنے سے پہلے لوگوں کی suspension چاہتے ہیں تو مناسب نہیں ہے۔ میں نے جب اُن سے بات کی تو صحافیوں کے تمام نمائندوں نے یہ بات کہی کہ بارہا پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور حکومت کے ممبران کو ملاقاتوں میں یہ بات کی گئی ہے کہ صحافی کالونی کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ صحافی کالونی کے کئی پلاٹوں پر لوگ قبضہ کر رہے ہیں اور انہوں نے خاص طور پر نام لے کر حکومتی پارٹی کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ لوگ یہ قبضے کروا رہے ہیں۔ صحافیوں کا مطالبہ یہ ہے کہ ہم ایوان کا بائیکاٹ جاری رکھیں گے جب تک دونوں افراد کو remove نہیں کیا جاتا۔ اب آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا ایوان کو بغیر صحافیوں کے چلایا جائے یا اُن کو ایوان میں لایا جائے۔ اگر دوبارہ لایا جائے تو کم از کم اُن ذمہ دار ان ارکان کابینہ کو بھیجیں جن کی ذمہ داری کو وہ تسلیم کرتے ہوئے ایوان میں آجائیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایوان کو پریس کے بغیر چلایا جا سکتا ہے اور نہ ہی چلایا جانا چاہیئے۔ اگر انہوں نے پانچ منٹ، پندرہ منٹ یا چھ دن غور کرنا ہے تو اِس کا فیصلہ حکومت کرے مگر صحافیوں نے دو مطالبات رکھے ہیں، اگر وہ ثابت کرتے ہیں کہ گزشتہ دو مہینوں میں ہم بار بار حکومت کو بتا چکے ہیں تو پھر ہماری حکومت کو اس پر دردمندانہ غور کرنا چاہیئے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں اس سے پہلے جو واقعات ہوئے ہیں اُن پر باقاعدہ قانونی کارروائی کی گئی ہے۔ اب بھی صحافی بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ resolve کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیتے ہیں اور اُس کے مطابق ہی عمل کریں گے۔ اب میرے خیال میں صحافیوں کو آجانا چاہیئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہاں سے دوبارہ کمیٹی جائے اور مطالبہ بتائے تو پھر ہی وہ واپس آئیں گے ناں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں پریس گیلری کے صدر، سیکرٹری اور پریس کلب کے صدر سے ابھی میٹنگ کرتا ہوں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب اُن کو جلدی سے بلائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ آدھ گھنٹہ کے لئے ایوان ملتوی کر دیں کیونکہ یہ پارلیمانی روایات کے خلاف ہے کہ پریس گیلری خالی ہے اور ہم یہاں اپنی کارروائی چلا رہے ہیں۔ پہلے اُن سے بات ہو جائے تو پھر کارروائی چلا لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ House adjourn کر دیں۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ کا وقت ہی صَرف ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جی، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے لیکن مجھے پہلے مشورہ کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا ارشد صاحب اور اللہ رکھا صاحب گئے تھے تو ہمارے معزز صحافیوں کی قیادت اِس بات پر راضی ہے اور انہوں نے میرے متعلق کہا ہے کہ وہ آ جائیں تو ہم اُن کے ساتھ بیٹھ کر بات کر کے اپنا بائیکاٹ ختم کر دیتے ہیں۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی جاری رہنی چاہئے کیونکہ یہ معاملہ اگلے پانچ دس منٹ میں resolve ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایوان کی کارروائی چلنی چاہئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ کہتے ہیں کہ جب تک دونوں افراد remove نہیں ہوں گے تب تک ہم کمیٹی میں بھی نہیں بیٹھیں گے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس بات کو خواہ مخواہ مسئلہ نہ بنایا جائے کیونکہ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب ابھی اُن سے بات کر لیں گے Because it's not a big deal

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کمیٹی میں اور بھی ممبران تھے۔ ابھی جب رانا صاحب نے نام لیا تو انہوں نے "راناز کمیٹی" announce کر دی ہے کہ رانا ارشد، رانا فلاں، رانا فلاں۔ ہم بھی اُس کمیٹی میں ممبر تھے جو عبدالغفور صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنا کر پریس والوں کو ملنے کے لئے بھیجی تھی لیکن ہمارا نام تک نہیں لیا گیا۔ جب رانا صاحب نے نام لیا ہے تو انہوں نے صرف "راناز کمیٹی" کہہ دیا ہے جو کہ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: کون سی کمیٹی؟

سید حسن مرتضیٰ: راناز کمیٹی۔

جناب سپیکر: یہ بات کس نے کی ہے؟ آپ خود ہی سنتے ہیں۔ اب میں آپ کو کیا کہوں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے دو تین باتیں کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! خود ہی قاتل اور خود ہی منصف۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اگر شاہ صاحب اسے join کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ہمارے بھائی ہیں، بالکل تشریف لائیں۔

جناب سپیکر: یہ کسی اور کمیٹی میں جاتے ہیں اس لئے ادھر مشکل ہی جاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اور اس سے پہلے کئی دفعہ یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ قائد ایوان اسی لئے اٹھ کر چلے گئے ہیں کہ مسلم لیگ (ن) یہ قبضے کروا رہی ہے اور بار بار واقعہ پیش آ رہا ہے اور جب تک کوئی کارروائی نہیں ہو گی وہ یقیناً اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کیونکہ حکومت کے کہنے پر وہ ایس ایچ او گیا ہے ورنہ ایس ایچ او کو کیا ضرورت ہے کہ وہ جا کر صحافیوں کے ساتھ لڑائی کرے۔ وہ کس کی ہدایت پر گیا ہے؟ وہ یقیناً مسلم لیگ (ن) کی قیادت کی ہدایت پر گیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر کمیٹی تشکیل دیں۔ آپ بھی کچھ فیصلہ کر لیا کریں اور ادھر ہی نہ دیکھتے رہا کریں۔ ہمیں آپ کے فیصلے کی ضرورت ہے اور ہم آپ کی وجہ سے یہاں پر بیٹھے ہیں تو آپ مہربانی کر کے ایک کمیٹی تشکیل دیں۔

جناب سپیکر: یہ کام ان کے کرنے کا ہے، میرے کرنے کا نہیں ہے اور وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے کمیٹی بنائی تھی اور اس کے ممبر ہم بھی تھے لیکن آپ کی مرضی کے بغیر ہمیں اس کمیٹی سے نکال دیا ہے۔

جناب سپیکر: کس نے نکالا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: کیسے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے کمیٹی میں مجھے صحافیوں کے ساتھ بات کرنے کے لئے بھیجا تھا؟

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب جب وہ کمیٹی صحافیوں سے بات کرنے گئی ہے تو مجھے انہوں نے کیوں نہیں بلایا؟ جناب سپیکر! آپ نے لاء منسٹر صاحب کو اس کمیٹی میں شامل نہیں کیا تھا اور وہ خود "رانوں" کی سر براہی کرتے ہوئے چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کمیٹی کے ممبران تو ادھر بیٹھے ہیں۔ آپ کیا بات کرتے ہیں؟ ان کے دو نمائندے آ گئے ہیں اور رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہم صحافی حضرات سے بات کرنے کے لئے آپ کے حکم کے مطابق گئے تو ان کا مطالبہ تھا کہ وہ لاء منسٹر صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کی demand کے مطابق لاء منسٹر صاحب چلے گئے ہیں۔ وہ اپنے چیمبر میں بیٹھ کر ان سے بات کر رہے ہیں اور ابھی تھوڑی دیر تک انشاء اللہ صحافی حضرات پریس گیلری میں تشریف لے آئیں گے۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں [***] ہونے کے ناتے یہ کہتا ہوں کہ ایوان کی کمیٹی واقعی اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتی تھی اور اب [***] کمیٹی گئی ہے تو انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ [***] کے الفاظ کو حذف نہ کرائیں کیونکہ رائے صاحب باقاعدہ [***] خود own کرتے ہیں تو آپ کیوں حذف کرا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں ایسے نازیبا الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "ایک کھرب 8۔ارب 45 کروڑ 46 لاکھ 44 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC- 13033 غلے اور چینی کی سرکاری تجارت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایسے نہ کریں بلکہ صحافیوں کے ساتھ بات کرنے کے لئے اجلاس آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کر دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کی مرضی ہے اور آپ بار بار مجھے مجبور کر رہے ہیں۔ انہیں بات کرنے دیں کیونکہ وہ بحث کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میڈیا کے نمائندوں کو تو آ لینے دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میڈیا والے ہمارے بھائی ہیں اور وہ سن رہے ہیں آ جائیں گے کیونکہ ٹی وی پر پروگرام چل رہا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اس کی رپورٹ میڈیا میں نہیں آئے گی اور آپ اس طرح انہیں ignore کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ہم ignore نہیں کر رہے بلکہ میڈیا کے پاس ہماری خبر جا رہی ہے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک کھرب 8۔ارب 45 کروڑ 46 لاکھ 44 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-13033 غلے اور چینی کی سرکاری تجارت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! منسٹر نے اسے oppose کیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! بہتر تو ہے کہ صحافی بھائیوں کے مسئلے کو فوراً حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیں اور سوچ لیں کیونکہ آپ کا وقت ہے اور پھر آپ نے کہنا ہے کہ guillotine apply کر دیا ہے اور 55-1 پر میں نے guillotine apply کر دینی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے ہم اس پر بات کر لیتے ہیں لیکن اس مسئلے کو فوراً حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا کام ٹی وی کے ذریعے چل رہا ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گندم، آٹا اور چینی وغیرہ کی قیمتوں کو کنٹرول نہ کرنے، باردانہ کی عدم دستیابی، گندم کی خریداری اور ذخیرہ اندوزی کے حوالے سے حکومت نے اتنی رقم اس مد میں رکھی ہے لیکن اس کے باوجود حکومت عوام کو بہتر پالیسیاں دینے اور عوامی مسائل حل کرنے میں بُری طرح ناکام ہوئی ہے اس وجہ سے میری یہ کٹوتی کی تحریک ہے۔ محکمہ خوراک کا خرچہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے لیکن پالیسیوں کی ناکامیاں سامنے آ رہی ہیں جبکہ کارکردگی بھی زیرو ہے۔ اس سال بھی کسان پریشان رہا کیونکہ وہ گندم کی خریداری کے حوالے سے باردانہ کی عدم دستیابی کا شکار رہا اور حکومت نے جو ٹارگٹ خود بنائے تھے ان کے مطابق حکومت کسانوں سے گندم مکمل طور پر نہیں خرید سکی۔ اس سلسلے میں بڑے زمینداروں کے اثر و رسوخ کا استعمال ہوا، پٹواریوں اور محکمہ مال نے اپنا اثر و رسوخ استعمال

کرتے ہوئے چھوٹے کسانوں کو آڑھتیوں کے ہاتھوں گندم فروخت کرنے پر مجبور کر دیا۔اس حوالے سے یقیناً یہ محکمہ بری طرح ناکام ہوا، عوام کو اور خاص طور پر چھوٹے کسانوں کو حکومت نے جو ریلیف دینا تھا وہ انہیں نہیں مل سکا اور یہ محکمہ آڑھتی اور محکمہ مال کے عملہ کے تابع بن کر رہ گیا۔

جناب سپیکر! گنے کے کاشتکاروں کے ساتھ بھی اسی طرح سلوک ہوا اور آج چینی کی قیمت کو بھی حکومت کنٹرول کرنے میں ناکام ہوئی ہے اور کسان گندم و چینی کے معاملے میں ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ حکومت نے کچھ عرصہ قبل گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے گودام بنانے کے منصوبے بنائے، فنڈز بھی رکھے لیکن محکمہ C&W نے انہیں بنانے سے معذرت کر لی اور یہ فنڈز اب اپنے وسائل میں دستیاب نہ ہیں اور حکومت ان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے گندم کو سٹور کرنے کے مناسب اقدامات نہ کر سکی۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان صرف اس مد میں اٹھانا پڑ رہا ہے۔2011 میں کسانوں اور زمین داروں کو باردانے کے حوالے سے ذلیل کیا گیا ہے اور من پسند افراد کو ہی باردانہ دیا گیا جبکہ پچھلی فصل بھی ابھی تک پڑی ہوئی ہے اور محکمہ اسے export کرنے کے خاطر خواہ انتظامات نہیں کر سکا جس کی وجہ سے حکومت اسے export نہ کر سکی اور کسانوں سے ان کی مکمل اجناس نہیں خریدی گئی۔ کسان بے چارے مجبور ہو کر امدادی قیمت سے کم قیمت پر آڑھتی کو گندم دینے پر مجبور ہے جو کہ دکھ کی بات ہے۔اگر یہی حال رہا تو ہمارے کسان آئندہ اس طرح فصل نہیں اگائیں گے۔اگر کسان کو proper اس کی قیمت نہ ملی، کسانوں کی دیکھ بھال نہ ہو سکی تو پھر ہماری حکومت کا کیا فائدہ؟ ہم دیہاتی علاقوں سے منتخب ہو کر آتے ہیں اور یہاں پر ممبران اسمبلی کی اکثریت دیہی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمارے کسان جو کہ دیہی اور شہری لوگوں کی غذائی ضروریات پوری کرتے ہیں تو حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ غذائی اجناس کی قیمتوں کو متوازن رکھنے کے لئے کسانوں کو سبسڈی دے تاکہ شہری اور دیہاتی فرق کو پورا کیا جا سکے لیکن ان معاملات کے حوالے سے حکومت بُری طرح ناکام ہے۔

جناب سپیکر! دکھ کی بات یہ ہے کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے 174۔ارب روپے کا قرضہ محکمہ خوراک نے لیا ہوا ہے جس پر سود پڑ رہا ہے جبکہ پنجاب حکومت سٹیٹ بنک کی مقروض ہو چکی ہے لیکن ہم پچھلے سال کے قرضہ جات بھی ادا نہیں کر سکے اور وہ اسی طرح سے stand کر رہے ہیں۔ ہم سٹیٹ بنک کے تقریباً defaulter بن چکے ہیں اور یہی وہ بوجھ ہے جو ایک غریب کسان پر اوپر سے نیچے تک جائے گا۔

جناب سپیکر !اسی طرح سستی روٹی اور مکینیکل تنوروں کا مسئلہ بھی حل نہ ہو سکا اور اس سے مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے فائدہ اٹھایا جبکہ ایک عام آدمی کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسی طرح سستا آٹا، دالیں، نمک، گھی، مرچیں جیسی روزمرہ اشیاء کی چیزوں کی قیمتوں پر کنٹرول نہیں کیا جا سکا اور پرائس کنٹرول کمیٹیاں بری طرح ناکام ہو چکی ہیں۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ موجودہ حکومت کی سستی روٹی سیلاب کی نذر ہو گئی تو میری استدعا ہے کہ میری اس کٹوتی کی تحریک کو accept کیا جائے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت کم از کم اپنی ناکام ہونے والی ان پالیسیوں پر نظر ثانی کرے اور انہیں بہتر کرے تاکہ کسان اور غریب ووٹرز جو کہ پنجاب کے باشندے ہیں ان کو سہولتیں میسر آ سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے مسلم لیگ (ن) کے ساتھیوں، بالخصوص کیبنٹ کے ممبران اور آج ایوان میں چند لمحوں، چند ساعتوں کے لئے آئے ہوئے محترم چیف منسٹر صاحب کی نظر اور توجہ چاہتا ہوں۔ ہمارے مسلم لیگ (ن) کے دوست، ان کی تھنک ٹینک اور اُن کی کچن کیبنٹ اکثر اس چیز کا برملا اظہار کرتے ہیں کیونکہ مسلم لیگ (ن) ایک شہری پارٹی ہے اور ان کے زیادہ تر لوگ شہروں سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اس بات پر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہماری جماعت تاجروں اور سرمایہ داروں کی ایک جماعت ہے۔ یہاں پر میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ پنجاب میں بسنے والے تقریباً 80 فیصد وہ لوگ جن کا تعلق دیہاتوں سے ہے، جن کا تعلق زراعت سے ہے، جن کا تعلق کھادوں سے ہے اور جن کا تعلق گندم سے ہے ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟ آپ اس دفعہ کا بجٹ دیکھ لیں بلکہ اس سے پہلے کے تین بجٹ بھی دیکھ لیں تو ان میں ایک چیز بالکل واضح ہے، یہاں پر جتنے بھی بجٹ پیش کئے گئے اور بالخصوص اس دفعہ کا بجٹ تو انہیں بالکل free میں ملا ہے۔ یہاں پر ہمارے دوست، ساتھی جو پچھلی دفعہ بجٹ کی کچھ تجاویز دے سکتے تھے یا جو ہمارے فنانس منسٹر تھے جن سے پوچھ کر یہ بجٹ بالکل بھی نہیں بنایا جاتا تھا لیکن اس دفعہ تو انہیں بالکل free hand ملا ہے۔ انہوں نے ایسا بجٹ بنایا جو خالصتاً ایک کسان دشمن بجٹ ہے۔ یہاں پر میں یہ گزارش کروں کہ آپ اس بجٹ کا اگر بغور جائزہ لیں تو اس میں زراعت کی ترقی کے لئے راجن پور سے لے کر اٹک تک۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو بات آگے آئے گی، ابھی آپ چینی اور غلے کی بات کریں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! میں اسی ایجنڈے پر بات کر رہا ہوں۔ کسانوں کی ترقی کے لئے، زراعت کی ترقی کے لئے، زمیندار کو support مہیا کرنے کے لئے صرف 3۔ارب روپے کی ایک چھوٹی سی رقم اس بجٹ میں مختص کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں باردانے کی بات کرتا چلوں کہ جو ہمارا پچھلا گندم کی خریداری کا سیزن تھا اس حوالے سے میرے دوست وزیر خوراک یہاں تشریف فرما ہیں۔ پچھلے سال جب گندم کی خریداری کا وقت آیا تھا تو چیف منسٹر صاحب نے خریداری سے پہلے ہی میڈیا پر آکر یا شاید وہ کبھی اسمبلی میں آئے تھے، انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ پنجاب کے کسانوں سے ایک ایک دانہ خریدا جائے گا۔ پچھلے سال ہر food کے سنٹر پر تین تین ہیلی پیڈ بنے ہوئے تھے اور چیف منسٹر صاحب صبح اپنے ہیلی کاپٹر کو on air کرتے تھے اور کسی نہ کسی سنٹر پر جاکر اترتے تھے۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ گندم کی خریداری کو شفاف بنانے کے لئے اس غریب صوبہ کو جو قرضوں میں جکڑا ہوا ہے، اس صوبے کے پیسوں سے ہیلی کاپٹر کا fuel استعمال کر کے اپنی کوشش کرتے رہے۔ اگر پچھلے سال ان کی یہ پالیسی بہتر تھی یا وہ سمجھتے تھے کہ اگر میں سارے سنٹروں پر جاؤں گا تو باردانے کی فراہمی بہتر اور مساوی ہوگی تو پھر اس دفعہ انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ اس دفعہ پورے گندم کا سیزن گزر گیا۔ گندم کی خریداری کے پورے سیزن کے دوران چیف منسٹر صاحب نے، آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ انہوں نے ایک سٹیٹمنٹ بھی یہ نہیں دی کہ میں پنجاب کے غریب کسانوں سے گندم کا ایک ایک دانہ خریدوں گا اور پنجاب میں باردانے کی تقسیم مساوی ہوگی۔ میں اس فورم سے آپ کے توسط سے، میرے بھائی وزیر خوراک یہاں پر تشریف فرما ہیں میں چیلنج کرتا ہوں اور اپنے ڈسٹرکٹ منڈی بہاؤالدین کی بات کرتا ہوں۔ یہ اگر میرے ساتھ وہاں جانا چاہیں تو میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں کہ وہاں آج بھی اگر گندم کی خریداری کے سنٹروں کے آڈٹ کروائیں کیونکہ یہ واحد حکومت ہے، ساڑھے تین سال گزر چکے ہیں یہاں آڈٹ کا کوئی رواج نہیں ہے۔ یہاں پر سستی روٹی کے نام پر اربوں روپے اڑائے گئے، ہم یہاں پر چیختے رہے مگر کسی نے آڈٹ نہیں کیا۔ یہاں پر سستے رمضان بازار میں اربوں روپے اڑائے گئے لیکن کسی نے آڈٹ نہیں کیا۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اس دفعہ میرے ساتھ چلیں وہاں پر جتنے بھی گندم کی خریداری کے سنٹر تھے، یہاں پر میرے کافی دوست زمیندار بیٹھے ہیں وہ میری بات اس لئے دھیان سے سن رہے ہیں کیونکہ ان سب کو پتا ہے کہ وہاں پر ٹوکن دینے والا پٹواری تھا۔ آپ اندازا لگا لیں کہ انصاف کرنے والا پٹواری، تحصیلدار اور گرداور تھا۔ انہوں نے ٹوکن دے دیئے۔ میرے سنٹر میں ایک سے لے کر 2ہزار تک ٹوکن دیئے گئے لیکن اس کا طریق کار یہ تھا کہ پہلے ایک نمبر والا آئے گا،

پھر2نمبر والا آئے گا اور اسی طرح وہ نمبروں کی ترتیب سے آئیں گے۔ وہاں ہوا یہ کہ جب تقریباً500 نمبر چلے گئے تو کہیں سے ہدایات آئیں کہ مسلم لیگ(ن) کی مقامی تنظیموں اور ورکروں کے لئے یہ کھول دیا جائے۔ جب انہوں نے کھولا تو اُس کی آڑ میں500نمبر کے بعد ایک دم1700نمبر والا آگیا اور ایک دم1800نمبر والا آگیا۔ آپ یہ اندازا لگالیں کہ وہاں کس طریقے سے کام ہوا۔ یہاں پر میرے بھائی نے جس دن گندم کی خریداری پر بحث تھی جو ہم نے بڑی مشکل سے یہاں کروائی تھی تو یہ بڑے جذباتی تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ جو ایسا کرے گا میں یہ کردوں گا، میں وہ کردوں گا۔ ان سنٹروں میں جانے کے لئے ہمیں چیف منسٹر صاحب نظر آئے اور ہمارے دوست موصوف وزیر خوراک وہاں پر تشریف لے گئے۔ بات کرنا، میڈیا پر آکر سستی شہرت حاصل کرنا یا اپنے گرتے ہوئے گراف کو پھر اوپر لے جانا اور اس قسم کے دعوے کرنا کہ ہم یہ کردیں گے اور وہ کردیں گے۔ خدارا اس غریب کسان نے ایسا کوئی گناہ نہیں کیا، اگر اس نے آپ کی جماعت کو ووٹ نہیں دیا تو اس بے چارے کا یہ قصور نہیں کہ اس کو پنجاب سے نکال کر دور پھینک دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ وہ محرومی ہے جس کی وجہ سے ہمارے جنوبی پنجاب کے دوستوں نے یہ بات کی تھی کیونکہ جنوبی پنجاب میں دیہاتی آبادی اور شہروں کی آبادی میں بہت زیادہ فرق ہے۔ میرا تعلق سنٹرل پنجاب یا اَپر پنجاب سے ہے، ہمارے ہاں آبادی کی شرح اتنی زیادہ نہیں ہے۔ جس طرح جنوبی پنجاب میں محرومی ہے یہاں پر میں یہ عرض کردوں کہ اس تخت لاہور کے جوار وس پڑوس میں بیٹھے ہیں یعنی ہمارے دیہاتوں میں بھی یہ محرومی ہے۔ یہ حکومت جب بھی آتی ہے اور اس نے جو بجلی گرانی ہوتی ہے یہ غریب کسان پر گراتی ہے۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے مسلم لیگ (ن) کے میرے جتنے زمیندار دوست ہیں جن کا زمینداری سے تعلق ہے میں انہیں کہتا ہوں کہ خدارا آپ لوگ ضرور اپنی لیڈر شپ کی خوشامد کریں، آپ ان کو داد بھی دیں لیکن زمینداری کے معاملے پر، کاشتکار کے معاملے پر،۔ یہاں پر میں گزارش کروں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے agriculture accessories پر کچھ ٹیکس propose کیا تو پاکستان پیپلز پارٹی کے چالیس حکومتی ارکان نے ایک گروپ بنا کر پرائم منسٹر صاحب سے جا کر ملاقات کی اور وہاں پر انہوں نے واہ واہ اور خوشامد نہیں کی بلکہ انہوں نے بالکل straightaway پرائم منسٹر صاحب کو کہا کہ زمیندار پر جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے اس پر ہم اعتراض کرتے ہیں اور خدارا آپ اس ٹیکس کو واپس لیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں پر میرے بڑے بڑے محترم دوست بیٹھے ہیں، ان کی یہاں پر بڑی بڑی contributions بھی ہیں لیکن جرأت کوئی نہیں کرتا کہ وہ چیف منسٹر صاحب کے سامنے جا کر بول سکیں۔ بیوروکریسی تو پہلے ہی نہیں

بولتی۔ بیوروکریسی والے میرے دوستوں کو تو چیف منسٹر صاحب نے جو کہہ دینا ہے تو انہوں نے کہنا ہے کہ واہ آپ کا vision تو کمال کا ہے۔ یہاں بیٹھے ہوئے میرے دوست جو زمیندار ہیں ساڑھے تین سال اس زمیندار کو جو رگڑا لگانا تھا لگا لیا ہے خدارا اب اس زمیندار کے لئے کچھ کریں۔ یہاں جب بھی بولا جاتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ پچھلا دورِ حکومت بڑا خراب تھا اور جب (ق) لیگ کی حکومت تھی تو یہ کچھ ہوتا تھا۔ آپ بھی زمیندار ہیں، آپ کو پتا ہو گا کہ جب دھان کی کاشت ہوتی تھی تو صوبے کی طرف سے پچاس فیصد بجلی پر سبسڈی دی جاتی تھی۔ پچھلے پانچ سالہ (ق) لیگ کے دور میں جس کو آپ یہاں پر ڈکٹیٹر کا دور بھی کہتے ہیں اور سارا کچھ کہتے ہیں لیکن ان کے دورِ حکومت میں زمیندار کو زرعی ٹیوب ویل پر اڑھائی روپے فی یونٹ سبسڈی ملتی تھی۔ -/5 روپے فی یونٹ بنتے تھے جس پر اڑھائی روپے سبسڈی دی جاتی تھی۔ ان سیٹھوں اور سرمایہ داروں کی حکومت نے آ کر وہ اڑھائی روپے سبسڈی بھی واپس لے لی ہے، فرٹیلائزر پر جتنی سبسڈی تھی وہ بھی واپس لے لی ہے اور اس دفعہ آپ کبھی بجٹ اٹھا کر دیکھیں تو 3,3۔ ارب روپے، آپ کے صوبے کی ساری agriculture based پر ہے۔ آپ اگر انڈسٹریز کے لئے، لاہور میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر کے لئے، لاہور کے اوور ہیڈ برج کے لئے یا لاہور کے رنگ روڈ کے لئے اربوں روپے رکھ سکتے ہیں تو وہ زمیندار جو اس صوبے کو چلاتا ہے، آپ یہ اندازہ کریں کہ اس دفعہ وفاقی حکومت کی جتنی بھی برآمدات تھیں ان میں سے صرف major portion نہیں بلکہ more than 90 percent portion زراعت سے وابستہ تھا اور اس صوبہ پنجاب سے وابستہ تھا۔ آپ یہ اندازہ لگا لیں کہ یہاں تختِ لاہور میں بڑے بڑے خوبصورت اوور ہیڈ برج، یہاں پر 80,80۔ ارب روپے سے بنائی گئی رِنگ روڈ یا اس سے بڑھ کر ملتان روڈ یا جاتی عمرہ روڈ یا رائے ونڈ یا ہر قسم کی روڈز ہیں۔ آپ انہیں ضرور بنائیں لیکن وہ زمیندار جن کی طرف سے آپ کے پاس یہ پیسے آتے ہیں اور خدارا اس 6 سے 7۔ ارب روپے کے بجٹ میں سے 3۔ ارب روپے اس کسان کے آنسو پوچھنے کے لئے رکھے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ وہ وقت کب آئے گا جب کوئی اس زمیندار کی سنے گا؟ سپیکر صاحب آپ بھی کچھ لمحہ کے لئے خاموش ہو جاتے ہیں لیکن دوسری طرف بیٹھے ہوئے میرے بہت سارے مسلم لیگ (ن) کے زمیندار دوست آج غصہ کریں گے اور ابھی جا کر چیف منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں علیحدگی میں بیٹھ کر بات کریں گے کہ خدارا اس صوبہ پنجاب کے مظلوم زمیندار اور کاشتکار کا کیا قصور ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ اگر حصہ لیتی ہیں تو یہ آخری مقرر ہوں گی۔You will be the last.

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! دونوں کو ٹائم دے دیں اور دونوں ذرا تھوڑا تھوڑا ٹائم لے لیں گی۔

جناب سپیکر: مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن 1:55 منٹ پر گلوٹین پر آ جائیں گی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! مجھے اس چیز کا ادراک ہے کہ ہمیں 2:00 بجے سے پہلے ختم کرنا ہے۔ انشاءاللہ اس کے اندر ہی wind up کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہاں میں سب سے پہلے سستی روٹی کی بات کرنا چاہتی ہوں کہ جس میں 44۔ارب روپے تنوروں میں جھونکے گئے ہیں جس کا ابھی تک کوئی حساب نہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس ایوان میں کئی بار مطالبہ کیا گیا کہ سستی روٹی کے بارے میں بتائیں کہ اس سکیم میں کیا کرپشن ہوئی، اس کو کیوں بند کیا گیا لیکن افسوس ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی پراسرار خاموشی بہت سارے سوالات کو جنم دیتی ہے۔ میں یہاں پر مطالبہ کروں گی کہ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ پروگرام جو آج کل زیر بحث ہے کہ اس میں انتہائی کرپشن کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ خاموش رہنے والی چیز نہیں ہیں، وہ خاموش نہیں رہیں گے، آپ کو سب کچھ بتائیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ابھی اپنی بات کر رہی ہوں اور میں چاہوں گی کہ میری اس بات کا جواب خود وزیر اعلیٰ صاحب دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب کو سستی روٹی کے 44۔ارب روپے اور فوڈ سٹیمپ پروگرام کا آڈٹ کرانا چاہئے اور اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کئے جانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!یہاں میں یہ بات بھی کرنا چاہوں گی کہ صوبہ پنجاب میں گندم کو سٹور کرنے کے لئے گودام موجود نہیں ہیں اور اس ایوان میں تین سال سے مسلسل مطالبہ کیا جارہا ہے کہ گندم سٹور کرنے کے لئے گودام بنائے جائیں لیکن افسوس ہے کہ اس سال بھی بجٹ میں گودام بنانے کے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ ماڈل گودام بادامی باغ جو ایک بڑا گودام ہے اس کو بھی بیچا جارہا ہے اور اس کے لئے حکومت پنجاب اشتہار بھی دے چکی ہے۔

جناب سپیکر!گندم کی خریداری کے وقت بار دانے کی تقسیم پر جو لڑائیاں ہوئیں،اتوار بازاروں اور رمضان بازاروں میں جو لوگوں کی ہلاکتیں ہوئیں۔ حکومت پنجاب اس پر کنٹرول کرنے میں بالکل ناکام رہی ہے اور اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!اب میں یہاں پر گنے کی بات کرنا چاہوں گی کہ crushing season شروع ہوتا ہے تو اسے جان بوجھ کر لیٹ کیا جاتا ہے اور گنے کی ٹرالیاں کئی کئی دنوں تک ملوں کے باہر کھڑی رہتی ہیں جس سے کاشتکاروں پر اضافی بوجھ پڑتا ہے اور گنا سوکھ کر اس کا وزن بھی کم ہو جاتا ہے جس سے ہمارے کاشتکاروں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔یہاں میں ایک اور مطالبہ بھی کروں گی کہ جو اربوں روپے خرچ کر کے ہیلی پیڈ بنائے گئے ہیں اگر اس سے ہم مزید باردانہ خرید لیتے تو ہمارے کسانوں کا کچھ بھلا ہو جاتا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اج دی ایس اُچی سُچی بھاگاں والی، دودھ پت والے، دانیاں، سیانیاں تے نیکے پیرٹھیاں دی پرے وچ، جیہڑا رولا، جیہڑا سیاپا تسیں نیاں لئی، تنارے لئی تے ٹاکرے لئی رکھیا اودھے آکھڑاں دی ونڈاے خوراک۔ میں گل کرناں چاہنی آں پنجابی وچ ایس واسطے کہ ایہہ کساناں نوں represent کردی اے لیکن اگر اجازت نہیں دیندے تے اردو وچ میں فوراً شروع کر دینی آں۔

جناب سپیکر: آپ اردو میں بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا!میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کھانا، فوڈ، انگریزی اور اردو یا پنجابی میں کہیں تو بہت زور سے جاکر ہر شخص اس مسئلہ پر پہنچتا ہے۔ مجھے بات کرنی ہے خواتین کی طرف سے جن کو ہانڈی پکانے اور گھر کا بجٹ maintain کرنے میں بہت مشکل ہے۔ مجھے بات کرنی ہے -/150 روپے کلو بھنڈیوں اور -/150 کلو روپے توریوں کی۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے بات کرنی ہے۔/550روپے کلو گوشت کی جس میں پُٹھ کی بوٹیاں ہوتی ہیں اور وہ ڈال کر سالن بنتا ہے۔ مجھے گھی کی بات کرنی ہے اور مجھے الائچی کی بات کرنی ہے جو -/2000روپے میں خوشبو آپ لوگ بانٹ رہے ہیں۔ یہ اس لئے ہو رہا ہے کہ ایک بچھو بازار یا ایک intermediate بازار، میں ایک بہت بڑا مافیا جو فوڈ مافیا کی صورت میں موجود ہے اس کے لئے کہیں پر بھی کوئی پکڑ نہیں، یہ جو intermediate factor یا آڑھت ہے یا جو کچھ بھی ہے جس کو بچھو بازار کہتے ہیں۔ ایک مہنگائی کچھ ریٹ پر ہوتی ہے لیکن کچھ ایسی مہنگائی ہے جس میں لوگوں نے لوگوں کا گلا کاٹا ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر مارکیٹ میں کوئی چیز مہنگی کی بھی جاتی ہے تو اس کے check and balance کا کوئی طریق کار نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب نے بڑے vision کے ساتھ یہ کہا تھا کہ ہم فوڈ کنٹرول کی ایک اور اتھارٹی بنائیں گے جو اس فوڈ کو کنٹرول کرے گی اور اس کو چیک کرے گی مگر ابھی تک budget document میں اس کا کوئی وجود، کوئی نام اور کوئی scansion میری نظر سے نہیں گزری۔ یہ فوڈ کنٹرول اتھارٹی وہ اتھارٹی ہے جو آپ کی طرف سے جاری کی ہوئی سرکاری قیمتوں پر check and balance ہے۔ اس میں، میں بہت ہی جلدی ایک چھوٹے سے بچے کی پاکٹ منی کی بات کروں گی۔ آپ branded چیزوں کی بات کریں جس پر GST کے نام پر ابھی سے چپس اور مونگ پھلی والوں نے brand لگا کر بیچنا شروع کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ ایک چھوٹے بچے کا سوچیں جو سکول جاتا ہے اور -/10 روپے پاکٹ منی سے ایک مونگ پھلی کا پیکٹ خریدتا ہے۔ اس میں سے چالیس دانے نکلتے ہیں باقی میں صرف ہوا بھری ہوتی ہے۔

(اس مرحلہ پر میڈیا والے واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

MR SPEAKER: Welcome back.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بھی پورے ایوان کے behalf پر میڈیا کو welcome کہتی ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی ان بچوں کے چپس یا پاکٹ منی کی جس پر میں نے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی تو رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا تھا کہ لکھ کر دیں۔ ڈیڑھ سال کی وہ پاکٹ منی بڑی مہنگی پڑ رہی ہے۔ آپ خود سوچیں کہ ایک چھوٹا سا بچہ جب -/10روپے کا چپس یا

مونگ پھلی کا پیکٹ لیتا ہے تو اس میں سے چالیس دانے مونگ پھلی نکلتی ہے اور باقی بہت ساری ہوا بھری ہوتی ہے، اس کا وزن پورا کیا ہوتا ہے اور پورا ٹھپا لگا ہوتا ہے کہ GST-Added ٹیکس دینے والے یہ ننھے منے بچے ایک مونگ پھلی کم از کم 25 سے 40 پیسے میں کھاتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے صرف ان بچوں کی Bubblegum اور اس کی خوشبو سے اپنی یہ اس بڑی بڑی انڈسٹری کو چلانا ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ کب بنے گی وہ فوڈ کنٹرول اتھارٹی؟ ان Bubblegum اور branded چیزوں پر کنٹرول کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہاں آپ دیکھیں کہ ADP پر 230 ملین روپے رکھے گئے کہ Silos بنائے جائیں گے۔ ایک لاکھ ٹن گندم یا فوڈ گرین اس میں سٹور ہو گی لیکن یہ بھی ایک one line of allocation ہے اور blocked allocation ہے جس کی تفصیل ضروری تھی۔ میں اس وقت اپنی تقریر کو صرف گلوٹین کی وجہ سے مختصر کر رہی ہوں لیکن میں اس گھر میں بیٹھی خاتون کی اپیل کروں گی ،اس پسینے والے کسان کی طرف سے، اس بازار کی طرف سے،۔ اربن ایریا کی طرف سے اور اس ننھے منے کنٹین پر جانے والے اور پاکٹ منی غرق کرنے والے بچوں کی طرف سے کہ جب تک فوڈ کنٹرول اتھارٹی نہیں بنے گی تو یہاں کے بڑے بڑے چپس اور wafer biscuits owners کی جیبیں اور ان کی نیت نہیں بھرے گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ اور بڑی مہربانی۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! صرف ایک second کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، second نہیں آپ کے لئے دو منٹ ہیں۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! شکریہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے Cut Motion پر بات کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں اور معزز ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور صحافی بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنا بائیکاٹ ختم کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

On the behalf of the Government ان سے یہ وعدہ ہے کہ آج جونہی اجلاس 2:00 بجے ختم ہوتا ہے تو "آئی جی پولیس"، "سی سی پی او" لاہور اور متعلقہ ڈویژن کے ایس پی کی ان کے ساتھ صحافی بھائیوں کی ایک پانچ رکنی کمیٹی بیٹھے گی اور بیٹھ کر وہاں پر قبضہ گروپ اور اس سے متعلق جتنی بھی شکایات ہیں وہ سنی جائیں گی اور میں خود اس چیز کو monitor کروں گا، تمام شکایات کا ازالہ کیا جائے گا اور جو متعلقہ لوگ ذمہ دار یا ملزمان ہیں ان کو گرفتار کیا جائے گا اور جس اہلکار نے اس سارے واقعہ میں اپنی حیثیت یا اپنے اختیارات کا غلط استعمال کیا ہے اس کے خلاف بھی محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے، مہربانی۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنے میڈیا کے بھائیوں اور پریس گیلری کو خوش آمدید کہتا ہوں اور یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی بھی ایسا موقع نہیں آیا کہ ہمارے میڈیا کے ساتھیوں نے یہاں سے بلاجواز غیر حاضری کی ہو اس لئے میری استدعا ہے کہ اس کے لئے Information کی Coordination Committee گورنمنٹ کی طرف سے ہو جائے جو immediately جیسے ایوان شروع ہوتا ہے اس سے پہلے اگر صحافی بھائیوں کے کوئی grievances ہوتے ہیں تو اس کے لئے تشکیل دے دی جائے، وہ ان کو آکر ملے تاکہ یہ نوبت نہ آئے کہ وہ واک آوٹ کریں اور ان کے redress grievances کرنے میں میری تجویز ممد و معاون ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، موقع کے مطابق دیکھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ اس وقت غیر حاضر ہوں، پھر کیا کریں گے؟ جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! بابا بلھے شاہ نے فرمایا ہے:

پنج ممبر اسلام دے تے چھیواں بُلھیا ٹک
جے نہ ہووے ٹک تے سبھے جاندے مک

اس دفعہ غلے کی تجارت کے لئے ایک کھرب 8۔ارب 45 کروڑ 46 لاکھ 44 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ اس کو منظور فرمایا جائے؟

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! نہیں، جو سوال ہے اس کو پڑھ رہا ہوں۔ پنجاب حکومت کا جو bad vision ہے اس کو میں expose کرنا چاہتا ہوں۔ اس دفعہ کسان کی جو پت رولی گئی ہے، جس

طرح سے آڑھتیوں کو نوازا گیا ہے، جس طرح خوراک کے محکمے نے کرپشن کے بندوبست کئے ہیں اپنے آپ کو سنوارنے کے لئے، مڈل مین کو سنوارنے کے لئے، ان کے اوپر تنقید کرنا اپوزیشن ممبران کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ میڈیا سمجھ سکے کہ اتنی خطیر رقم جو ہم عوام الناس کی بھلائی کے لئے رکھتے ہیں، آٹے کی قیمت کو کنٹرول کرنے کے لئے رکھتے ہیں اس میں انہوں نے کیا غدر مچایا ہے۔ اندازہ کریں ہماری تحصیل میں AFC کی ایک post ہے بھلا کیا وافر انتظامات کئے گئے، سیکرٹری خوراک نے ایک ہی تحصیل میں دو AFC تعینات کر دیئے۔ انہوں نے اس دفعہ بڑی مقدار میں گندم خریدنے کے لئے کیا اقدامات کرنے تھے، کیا discouraging policy تھی، ان کے پاس تو statistics ہی نہیں تھے، ان کے پاس تو شماریات کا نظام ہی نہیں ہے کہ ہمارے ملک کے اندر کتنا ذخیرہ ہونا چاہئے اور کتنی گندم کا ہمیں وہاں سے نکاس کرنا چاہئے تھا، حکومت پنجاب نے اس پر کوئی پالیسی نہیں بنائی جو وافر ذخیرہ ہم پچھلے سال خرید چکے ہیں، جس کے اوپر ہم اربوں روپے کا interest pay کر رہے ہیں، اس کی export کو channelize کیا جاتا تاکہ گندم کا نکاس ممکن ہو اور زمیندار جو اس دفعہ لٹ گیا، اس کی محنت کی کمائی لٹ گئی اور middlemen کی جیبوں میں چلی گئی اس کو اس سے بچایا جا سکتا تھا۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کسان کا استحصال کرنے والی حکومت ہے انہوں نے اس دفعہ کی خریداری کے اندر کرپشن کو centralize کیا ماسوائے اس اقدام کے انہوں نے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے۔ ان کو چاہئے کہ یہ جو گندم کی مد میں اربوں روپے سود دے رہے ہیں اسے ختم کرنے کے لئے export کو channelize کیا جائے۔ public and private sector کے ساتھ مل کر اس کے لئے منڈی تلاش کی جائے، غیر ملکوں میں اس کی منڈی تلاش کی جائے اور اگر ہم نے regional trade کو رواج نہیں دیا، اگر ہم نے افغانستان کے حالات کو settle نہیں ہونے دیا، اگر ہم نے Central Asia کے ساتھ تجارت شروع نہیں کی تو ہم اپنی اس production کو آنے والے وقتوں میں کہیں بھی ٹھکانے نہیں لگا سکیں گے۔ آپ کے توسط سے میری حکومت پنجاب سے استدعا ہے، میں ایک ہی نکتے پر stress کروں گا کہ خدارا گندم کی excess production جو زمیندار کی محنت سے پیدا ہوئی ہے جو وافر ذخیرہ پیدا ہوا ہے اس کی export کو channelize کیا جائے اور اپنی آنکھیں کھولنے کے لئے، اپنے vision کو صحیح کرنے کے لئے اس کے لئے کوئی اعلیٰ شماریاتی نظام بنایا جائے تاکہ آپ کو پتا چلے کہ ہمارے ملک کے اندر کتنی فصل پیدا ہو رہی ہے، کتنی ہم نے رکھنی ہے اور کتنی کو ہم نے بیچنا ہے، چینی کی تجارت میں سرکار نہیں آئی۔ اس بجٹ کے اندر سرکار نے کوئی پیسا مخصوص نہیں کیا۔ گنے کے کاشتکار کو مارنے کے لئے

شوگر ملوں نے جو مافیا بنایا ان کی payments نہیں ہوئیں۔ زمینداروں نے sugarcane کا guillotine کر دیا اور آج ہمارے جیسے زرعی ملک کے اندر بھی چینی کی قلت ہے، ہم ترس رہے ہیں اور ہمیں باہر سے چینی منگوانی پڑی ہے۔ میری آپ سے یہی استدعا ہے کہ Secretary Food, Director Food Punjab اپنی آنکھیں کھولیں اور کرپشن سے اپنی توجہ ہٹائیں اور اس کی export کو channelize کریں تاکہ زمیندار کو protection مل سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر خوراک! اب آپ wind up کریں اور جو باتیں ہوئی ہیں ان کے بارے میں بتائیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائیوں کا بہت مشکور ہوں۔ پہلے بھی اس پر بڑی مفصل بات ہوئی تھی، میں اس کو own کرتا ہوں اور انہوں نے جو اس وقت بات کی ہے سب سے پہلے باردانہ کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ باردانہ کے حوالے سے میں اپنے بھائی کو بڑے ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے باردانہ کے لئے ایک سسٹم بنایا تھا اور اس کے تحت پورے پنجاب میں ہمارے 375 Procurement Centres تھے اور چیف منسٹر صاحب پنجاب کے حکم پر ہم نے وہاں پر Revenue Department کے سٹاف کو اور Food Department کے اپنے سٹاف کو depute کیا اور اس کو مزید define کرنے کے لئے تاکہ کسی صورت اس میں کسی قسم کی کرپشن involve نہ ہو اس کے لئے ہم نے جو mechanism بنایا متعلقہ پٹواری اس کی زمین دیکھ کر اس کے ریکارڈ کے مطابق ان کو ایک لیٹر جاری کرتا تھا اس کے اوپر باردانہ ملتا تھا اور اس پر ہم نے پوری ایک لسٹ maintain کی۔ اس لسٹ کو ہرگز نہیں توڑا گیا۔ میں اپنے بھائی کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ ہمارے political workers کو باردانہ دیا گیا ہو۔ میں as a minister, on the floor یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے خود محکمہ خوراک سے ایک بوری بھی نہیں لی، اپنی گندم کے لئے بھی نہیں لی تو How it is possible کہ ہم اپنے ورکرز کو کہہ دیں؟ ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: تو آپ کو دینی بھی نہیں چاہئے تھی۔

رائے محمد شاہجہان خان: آپ کا چھوٹا بھائی لے گیا ہو گا؟

جناب سپیکر: .No interruptions please آپ کی بڑی مہربانی۔ جی!

وزیر خوراک (چودھری عبد الغفور): جناب سپیکر! 44 لاکھ ٹن کا باردانہ ہمارے پاس موجود تھا اور ٹارگٹ کی بات جو یہاں پر ہوئی ہے، ہم 7۔جون تک مارکیٹ کے اندر موجود رہے ہیں اور اسی وجہ سے گندم کی قیمتیں بھی stable رہیں، آج بھی اگر مارکیٹ میں دیکھا جائے تو گندم stable ہوئی اور جو یہ ٹارگٹ کی بات کرتے ہیں، کل میں ٹیلی ویژن پر دیکھ رہا تھا president نے بات کی کہ میں نے پنجاب کو کہا کہ آپ گندم خریدیں لیکن انہوں نے گندم نہیں خریدی۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس 51 لاکھ ٹن گندم موجود ہے جو ہماری ضرورت سے زیادہ ہے۔ ہم نے اپنی ضرورت سے زیادہ گندم خریدی ہے لیکن مجھے یہاں پر یہ بھی کہنے کی اجازت دیں کہ پاسکو کا بھی ایک ٹارگٹ تھا جو 13 لاکھ ٹن تھا اس نے اپنا target achieve نہیں کیا۔ سندھ کا بھی ایک ٹارگٹ تھا اس نے بھی اپنا target achieve نہیں کیا۔ 15 لاکھ سندھ کا ٹارگٹ تھا انہوں نے 13 لاکھ اور کچھ ہزار گندم وہاں پر خریدی۔ ہم نے اس میں ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ہمارا کوئی سرکاری اہلکار کسی corrupt practice میں involve نہ ہو۔ ہم نے اپنے 177 سرکاری ملازمین کو جن کا تعلق محکمہ خوراک سے ہے ان کے against کارروائی کی ہے ان کو suspend کیا گیا ہے اور ہماری ہر ممکن یہ کوشش تھی کہ at any cost زمیندار کو facilitate کیا جائے۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی بہترین پالیسیوں کے بعد اللہ کے کرم سے یہ ممکن ہوا کہ پنجاب کے اندر ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن سے زیادہ گندم پیدا ہوئی اور اس کے اندر وزیر اعلیٰ پنجاب کی جو پالیسیاں تھیں کہ کبھی زمیندار کو گرین ٹریکٹر دیئے جاتے تھے، اس دفعہ بھی ہم نے flood affected areas میں زمینداروں کو کھاد اور بیج provide کئے، جعلی ادویات کا خاتمہ کیا اور انہی چیزوں کا اثر نظر آ رہا ہے کہ آج پنجاب میں بہترین فصل پیدا ہوئی ہے اور آنے والے ٹائم میں جو میرے بھائی کہتے ہیں کہ کسان کو facilitate نہیں کیا گیا، اس دفعہ پنجاب حکومت نے گندم کا ذخیرہ کرنے کے لئے Silos بنانے کے لئے 25 ملین روپے رکھے ہیں۔ علاوہ ازیں public private sector کے ساتھ مل کر 60 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے، Silos بنانے کے لئے ہم نے ایک جامع پالیسی مرتب کر لی ہے۔

جناب سپیکر! چینی کے حوالے سے بھی یہاں پر بات ہوئی، میں یہاں پر پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے یہ problem ہوتی تھی کہ گنے کی قیمت بروقت ادا نہیں ہوتی تھی۔ اس وقت 97 فیصد سے زیادہ گنے کے زمینداروں کو payments ہو چکی ہیں اور in fact sugar فیڈرل گورنمنٹ کا issue ہے، فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔ ہمارے پاس پنجاب کے اندر چینی کی پنتالیس ملیں

ہیں جنہوں نے 26لاکھ ٹن چینی اس دفعہ produce کی ہے۔ جبکہ ہماری یہاں کی ضرورت 24لاکھ ٹن ہے اور اس سے پہلے شوگر کے حوالے سے جو disaster آیا وہ ہماری ذمہ داری نہیں تھی وہ فیڈرل گورنمنٹ سے related مسئلہ تھا۔TCP نے چینی import کرنی تھی انہوں نے ٹائم پر import نہیں کی۔اس وقت بھی ہم نے بروقت خطوط لکھے اور اب بھی ہماری اس پر پوری نظر ہے۔ شوگر کے حوالے سے میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب کے اندر کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آنے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے کہا کہ گندم ذخیرہ کرنے کے لئے ہمارے پاس problems ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 51لاکھ ٹن گندم ہمارے پاس موجود ہے،23لاکھ ٹن گندم اس وقت گوداموں کے اندر محفوظ ہے اور دوسری گندم کو بھی ہم نے proper طریقے سے محفوظ کر لیا ہے۔ پچھلی دفعہ اتنا بڑا سیلاب آیا اس کے باوجود ہماری کچھ ہزار من گندم خراب ہوئی اور اس کو بھی timely ہم نے فوری طور پر auction کر دیا جس سے ہمارا محکمہ بہت بڑے نقصان سے بچ گیا۔

جناب سپیکر! یہاں پر export کے حوالے سے بھی بات ہوئی ہے، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دس سال کے اندر 7لاکھ ٹن گندم export ہو چکی ہے۔ میں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں اور یہ میرے چیف منسٹر کی بہترین پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ ہم نے تین مہینے کے اندر 9لاکھ ٹن سے زیادہ گندم export کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پہلے پاکستان گندم import کرنے والا ملک تھا لیکن چیف منسٹر پنجاب کی بہترین پالیسیوں کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ آج ہم گندم export کرنے والے ممالک میں شامل ہو چکے ہیں۔ ہم نے اپنا کام timely complete کیا ہے۔7۔جون تک ہم مارکیٹ کے اندر موجود رہے ہیں تاکہ اس سلسلے میں کسی کو کوئی problem نہ ہو۔اس کے علاوہ میرے کسی بھی بھائی کی طرف سے کوئی تجویز ہو تو میں ہر وقت ان کے لئے حاضر ہوں، جو بہترین تجاویز یہ دیں گے ان کو ماننے کے لئے اور ان پر عمل کرنے کے لئے ہم بالکل تیار ہیں۔ ہمارے محکمے میں کوئی کرپشن نہیں ہے اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ہم نے کرپشن جڑ سے ختم کر دی ہے لیکن ہم نے ہر ممکن یہ کوشش کی ہے کہ کوئی بھی شخص جو ہمارے محکمہ سے متعلق ہو یا کوئی بھی سرکاری ملازم جو corrupt practice کے اندر involve ہو اس کو نہ صرف پکڑیں گے بلکہ قانون کے مطابق سزا بھی دی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پچھلی دفعہ ہم نے TCP سے شوگر کے لئے کہا تھا اس کی delay سے ایک disaster آیا اور اب پھر ٹائم آ رہا ہے لیکن اب ہمارے پاس چینی وافر مقدار میں موجود ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر ہم نے صوبہ پنجاب کی عوام کے لئے advance چینی کے place order کر رہے ہیں تاکہ کسی بھی مشکل صورتحال سے بچ سکیں۔ یہاں پر مہنگائی کی بھی بات ہوئی یہ صرف پنجاب حکومت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ تو فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے اور ان کی پالیسیوں پر depend کرتا ہے۔ بجلی مہنگی ہوتی ہے، گیس مہنگی ہوتی ہے تو اس سے مہنگائی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ جب تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں، جب پٹرول کی قیمتیں بڑھتی ہیں۔۔۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب والا! یہ صوبائی معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: debate نہیں ہونی چاہئے۔ آپ نے اتنی بات کی کسی نے آپ کو interrupt کیا؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب والا! اس کو فیڈرل گورنمنٹ کنٹرول کرے جو اس ملک کے اندر اپنے کئے دھرے سے اتنا بڑا disaster لے کر آتے ہیں۔ وہاں پر کرپشن کی روزانہ نئی فیکٹریاں کھولتے ہیں اس کو بند کریں گے تو مہنگائی ختم ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ان چیزوں پر مکمل کنٹرول کیا جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: مہنگائی صوبائی معاملہ ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری بہن بات کر رہی ہیں تو میں انہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں حاجیوں کی جیبیں کاٹنا بند کریں تو مہنگائی ختم ہو جائے گی۔ NICL Scandal,PIA Scandal, Steel Mill Scandal... (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! وزیر موصوف سے کہیں کہ وہ اپنے محکمہ تک محدود رہیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف غیر متعلقہ بات نہ کریں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب والا! اگر یہ بولیں گے تو میں بھی بولوں گا، صدر پاکستان نے جو بات کی ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ غیر متعلقہ گفتگو کر رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! یہ Cut Motion کا جواب دے رہے ہیں؟

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر! I think this is not the proper way. میں تو یہ کہتا ہوں کہ صدر پاکستان اتنی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کرتے ہیں کہ ہم نے پنجاب کو کہا لیکن انہوں نے گندم نہیں خریدی۔ میں تو اس سلسلے میں یہی کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:تشریف رکھیں۔آرڈر پلیز!

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!میں آپ کی خدمت میں یہ نظم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

ہم اس طرح اپنے ہونے کا اعتراف کرتے رہے
گرد چہرے پہ تھی اور آئینہ صاف کرتے رہے
(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری ظہیر الدین خان:جناب والا!آپ اس ڈیمانڈ پر put question کیجئے گا لیکن میں حسب معمول ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر موصوف نے جو wind up کیا ہے ان کو اپنے محکمے تک محدود رہنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر:جی،آئندہ وہ ایسے ہی کریں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب والا!آپ نے مہربانی کی کہ بتادیا کہ وہ آئندہ نہیں کریں گے۔انہوں نے یہاں پر ایک بات کی ہے کہ پاسکو نے پوری گندم نہیں خریدی اور مرکز نے ہمیں چینی نہیں بھیجی۔یہ چھوٹی سی بات کرکے میں بیٹھ جاؤں گا اس کے بعد آپ put question کیجئے گا۔ ہمارے محلے میں ایک شخص نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ میٹرک کے رزلٹ کا کیا بنا؟اس نے کہا"تائے دا پتر وی فیل ہو گیا اے"تے نمبر دار دا پتر وی پاس نہیں ہویا"یہ بات انہوں نے کی ہے اب آپ grant پیش کیجئے گا۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اب سوال put کر دیا جائے؟

اب سوال یہ ہے کہ:
"ایک رقم جو ایک کھرب 8-ارب 45 کروڑ 46 لاکھ 44 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 13033 -PC غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"
(تحریک نامنظور ہوئی)

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 8۔ارب 45 کروڑ 46 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: آپ نے جو کہہ دیا ہے آپ کی آواز ہی کافی ہے۔اب وزیر خزانہ صاحب مطالبہ زر نمبر PC-21018 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21018

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر PC-21018 میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 77 کروڑ 98 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 77 کروڑ 98 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

اپوزیشن نے اسے oppose کیا ہے جن میں لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، جناب شاہان ملک، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا، جناب قاسم ضیاء، سید حسن مرتضیٰ، محترمہ نیلم جبار

چودھری، جناب قیصر اقبال سندھو، جناب آصف بشیر بھاگٹ، چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، جناب فاروق یوسف گھرگی، رائے محمد اسلم خان، جناب امجد علی میو، جناب محمد اشرف خان سوہنا، سید ناظم حسین شاہ، ڈاکٹر اختر ملک، رانا بابر حسین، جناب محمد جمیل شاہ، جناب شہزاد سعید چیمہ، ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، صاحبزادہ محمد گزین عباسی، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ، راجہ طارق کیانی، رانا منور حسن، رائے محمد شاہجہان خان، ڈاکٹر اسد معظم، حاجی محمد اسحاق، چودھری محمد طارق گجر، جناب تنویر اشرف کائرہ، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، جناب تنویر الاسلام، جناب شاہجہان احمد بھٹی، سردار محمد حسین ڈوگر، محترمہ روبینہ شاہین وٹو، ملک محمد عامر ڈوگر، جناب احمد حسین ڈیہر، جناب احمد مجتبیٰ گیلانی، جناب محمد حفیظ اختر چودھری، سردار خالد سلیم بھٹی، سردار اطہر حسن خان گورچانی، جناب افتخار کھیتران، شاہ رخ ملک، میاں محمد علی لا لیکا، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، مخدوم محمد ارتضیٰ، جناب جاوید حسن گجر، محترمہ نرگس فیض ملک، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ سفینہ سائمہ کھر، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ فائزہ احمد ملک، جناب پرویز رفیق، چودھری ظہیر الدین خان، سردار محمد یوسف خان لغاری، چودھری محمد شفیق خان، ملک اقبال احمد لنگڑیال، کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری، جناب محمد یار ہراج، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر محمد افضل، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، محترمہ آمنہ الفت، محترمہ سیمل کامران، محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں سید عبدالقادر گیلانی، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ ساجدہ میر، ڈاکٹر آمنہ بٹر، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب منور حسن منج، جناب طاہر اقبال چودھری، سردار عامر طلال گوپانگ، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ حمیرا اویس شاہد، محترمہ انبساط حامد، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزاد الہیٰ کون صاحب کٹوتی کی تحریک پیش کرنا چاہیں گے؟

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

4۔ارب 77 کروڑ 98لاکھ 57ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018زراعت کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

4۔ارب77 کروڑ 98لاکھ 57ہزار روپے کی کل رقم بسلسہ مطالبہ زر نمبر PC-21018زراعت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اسےoppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج چونکہ بجٹ کی بحث کاآخری دن ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ rules کے مطابق guillotine بھی کرنی ہے۔اس وقت ہمارے پاس تقریباًپچاس منٹ ہیں۔چونکہ ہمارے بہت سارے ساتھی زراعت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن توجہ کے لحاظ سے زراعت بہت متروک ہو چکی ہے۔میں تھوڑی سی گزارشات کرنے کے بعد عرض کروں گا کہ ہم نے آپ کے پاس لسٹ بھیجی ہے میری استدعا ہے کہ guillotine apply کرنے سے پہلے پہلے ہمارے تمام ممبران کوaccommodate کر لیا جائے۔میں اس تحریک کی مخالفت کی یہ وجہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ زراعت کے ملازمین کی تعداد تیس ہزار ہے اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ آج یہاں گیلری میں سیکرٹری صاحب اور ان کا سارا اسٹاف تشریف فرما ہے۔میری ان کے ساتھ چند دفعہ بریفنگ نما میٹنگز بھی ہوئی ہیں اور مجھے اس سلسلے میں ان کا کافی vision نظر آتا ہے لیکن ان کے آنے سے پہلے جو کچھ on ground ہو چکا ہے میں وہ گزارش کرنا چاہوں گا۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آپ گپ شپ کے لئے گیلری میں چلے جائیں تو مجھے اعتراض نہیں لیکن یہاں ایوان میں گپ شپ ٹھیک نہیں ہے اجلاس کی کارروائی چلنے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! مجھے توجہ چاہئے اگرHouse in order ہو تو میں اپنی معروضات پیش کرنے میں تھوڑے سے تھوڑا وقت لوں گا۔ان تیس ہزار ملازمین نے گزشتہ ساڑھے تین سال میں جو کام کیا ہے اس سلسلے میں جوauthentic شماریات آئے ہیں اس میں پیداواری حیثیت یہ ہے کہ ساڑھے تین سالوں کے اندر چنے کی پیداوار میں30 فیصد کمی ہوئی ہے، دالوں کی پیداوار میں مجموعی طور پر21 فیصد کمی ہوئی، چاول کی پیداوار میں8 فیصد کمی ہوئی ہے، مکئی کی پیداوار میں5 فیصد کمی ہوئی ہے اور کپاس کی پیداوار میں10 فیصد کمی ہوئی ہے۔صرف گندم کی پیداوار میں5. فیصدincrease ہوئی ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: میں خصوصی طور پر خواتین سے التماس کرتا ہوں کہ مہربانی فرمائیں۔اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو باہر گیلری میں جاکر لگائیں چونکہ یہاںimportantبات ہو رہی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!آپ نے ہماری بہنوں کو یہ ہدایت فرمادی اور یہ ضرورت بھی ہے چونکہ زراعت تو یہاں کے اور ادھر کے مرد کرتے ہیں اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ ان کی تکالیف سن لیں۔وہ ہماری بہنیں ہیں، ان کی بڑی مہربانی۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہر سال پنجاب کی آبادی میں 2.9 فیصد کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے اور ساڑھے تین سالوں میں پنجاب کی آبادی میں ایک کروڑ 20 لاکھ کا اضافہ ہوا ہے اس کے لئے یہ گندم کی 0.5 فیصدincrease ناکافی ہے۔ باقی تمام چیزوں میں decrease ہے، زراعت انحطاط پذیر ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ محکمہ زراعت کے ٹیکنوکریٹس کے ہاتھ بھی کسی وجہ سے بندھے ہوئے ہوں گے ہم اسی وجہ سے کہہ رہے ہیں کہ پنجاب میں پچیس ہزار دیہات ہیں اگر ایک ٹیکنیکل آفیسر کو پانچ دیہات دے دیئے جائیں تو وہ ایک ہفتے میں پانچ دن کام کرنے کے بعد اس کی مختلف لوگوں سے interaction ہو سکتی ہے لیکن آپ ہمارے کسی بھی زراعت سے منسلک ساتھی سے پوچھیں کہ کسی گاؤں میں، کسی دیہات میں زراعت کا کوئی آفیسر، زراعت کا کوئی ٹیکنیکل آفیسر کسی جگہ نظر آتا ہے؟ یہ کہیں بھی نظر نہیں آتے۔ زراعت والوں سے بہت عجیب عجیب کام لئے جاتے ہیں، نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ زراعت میں جو تیس ہزار ملازمین ہیں ان سے پولیو کے قطرے پلوائے جاتے ہیں، ان سے بیز لگوائے جاتے ہیں اور ان سے بورڈ ہورڈنگ سیدھے کروائے جاتے ہیں۔اگر ان کی صحیح رہنمائی ہو تو کسان کی جھکی ہوئی کمر تھوڑی سی سیدھی ہو سکتی ہے۔ یہ اتنا بڑا عملہ پتا نہیں کون سا کام کرتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ کے اندر گندم کی تقریباً ترپن ورائیٹز متعارف کرائی گئیں۔ ان میں سے "سحر" نامی ورائٹی پنجاب کے 42 فیصد رقبے پر کاشت کی گئی لیکن تین سال کے بعد اس کا decrease شروع ہو گیا اور اس کی yield گرنی شروع ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ گندم کی ایک proven قسم نہیں تھی۔ میں یہ کہوں گا کہ کسی بھی بیج کو اس وقت تک مارکیٹ نہ کیا جائے جب تک کہ اس کی sustaining ability اور residual qualities دس سال سے اوپر نہیں چلی جاتیں۔ انڈیا کے کسان گندم کی yield کئی کئی سال تک اسی طرح قائم رکھتے ہیں حالانکہ وہ آج سے بیس سال پہلے ہم سے research میں بہت پیچھے ہوتے تھے۔

جناب سپیکر! محکمہ زراعت کے ذیلی wings کی تشکیل نو کی جائے۔ زراعت سے allied چیزوں میں ایک water management ہے۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ water

management کے لئےDrip and Sprinkle System introduceکرائے جا رہے ہیں۔صرف اخباری بیان دینے سےyield بڑھ سکتی ہے اور نہ ہی کسان کی کوئی مدد ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ زراعت کا ایک عزم ہونا چاہئے۔ہمارے وزیر زراعت جو کہ اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں بہت محنتی ہیں۔وہ محکمہ زراعت کو چلانے کے لئے دیانت داری کے ساتھ اپناmaximum put inکر رہے ہیں۔ایک ایسی گاڑی جسے تھوڑا سا دھکا ایک آدمی پیچھے سے لگا رہا ہو اور پانچ دس آدمی آگے سے دھکا دے رہے ہوں تو پیچھے سے دھکا لگانے والا گاڑی آگے لے جانے کے لئے بہت جلد تھک جاتا ہے۔ہمارے منسٹر صاحب کی کارکردگی اسی صورت میں سامنے آسکے گی کہ اگر یہ کوئی target oriented کام شروع کر دیں۔محکمہ زراعت تمام باغات کو Drip Irrigation System پر لانے کے لئے ایک عزم کا اظہار کرے۔محکمہ زراعت کے ذریعے تمام باغات کو Drip Irrigation Systemکے اوپر لانا چاہئے۔اس سے ہمارے پانی کیutilityتقریباً25فیصد تک بڑھ جائے گی۔ساری دنیا کے اندرDrip Irrigation Systemلاگو ہے،صرف ہمارا ہی بدقسمت کسان ہے کہ جس کو یہ سہولت مہیا نہیں کی گئی۔ہمارا کسان ٹیلیویژن پرDrip Irrigation Systemکے حوالے سے فلمیں دیکھ رہا ہے۔وہ دیکھ رہا ہے کہ دوسرے ممالک کے کسان کے citrus کو پانی لگ رہا ہے۔اس کے اخروٹ کو پانی لگ رہا ہے اور اس کے آم کو پانی لگ رہا ہے۔ہمارا کسان یہ سب کچھ فلموں میں تو دیکھ سکتا ہے لیکن اپنی آنکھوں سے اپنے کھیت کو اسDrip Irrigation Systemکے تحت پانی لگتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔میں آپ کی وساطت سے استدعا کرنا چاہوں گا کہ اس سسٹم کی وجہ سے scarcity of water پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے۔ہمارے کسانوں نے کسی حد تک پانی کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔میں کچھ اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔جب پاکستان بنا تو 1948 میں پاکستان کی آبادی ساڑھے تین کروڑ تھی اور اس آبادی کو پانچ دریا سیراب کرتے تھے۔پانی کے حوالے سے جتنے بھی اس کے catchment areas تھے وہ بھی اس کے پاس مہیا تھے۔ریکارڈ گواہ ہے کہ 1952 میں گندمimportہوئی تھی۔اس کے بعد پھر جبIndus Water Treatyآئی تو ہمارے تین دریا ستلج،راوی اور چناب چلے گئے اور ہمارے پاس صرف دو دریا رہ گئے۔ہمارے کسان نے دن رات محنت کر کے،اپنی ان دس انگلیوں کی محنت سے جان مار کر کم پانی کے ساتھ 18 کروڑ کی آبادی کو گندم مہیا کی ہے اور اب ہماری گندم کی پیداوار surplus ہے۔میں عرض کروں گا کہ پانی کی کمی کی طرف دھیان دینا بہت ضروری ہے۔محکمہ زراعت کا فرض ہے کہ اس بارے میں منصوبہ بندی کرے۔پچھلے پانچ سال کے

دوران پنجاب کے اندر تقریباً تمام minors lined کر دیئے گئے اگر کوئی رہ گئے ہیں تو ان کو lined کیا جائے تاکہ پانی کم سے کم ضائع ہو۔

جناب سپیکر! آج "ڈان" اخبار کے اندر ایک خبر چھپی ہے کہ منرل واٹر کی انڈسٹری 15 فیصد بڑھی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ brackish water بڑھتا چلا جا رہا ہے اور recharging کم ہوتی جا رہی ہے۔لوگوں کو پینے کے لئے پانی میسر نہیں ہے اس لئے وہ مہنگا پانی خریدنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہمیں اپنی direct and indirect کمی اور خامیوں کو سمجھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کو ٹیکس کے شکنجے میں جکڑنے کے لئے بہت بات کی جاتی ہے۔ ٹیکس دیا جانا چاہئے۔ہمارے پنجاب میں 90/92 فیصد کسان کے پاس 12 ایکڑ سے کم زمین ہے اور 12 ایکڑ سے کم زمین رکھنے والے کسان کے لئے تو اپنی گزر اوقات کرنا مشکل ہو چکا ہے۔اس کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی جائے۔کسان تو self employed ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ذرا wind up کر لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنی معروضات کو یہ کہتے ہوئے ختم کرتا ہوں کہ محکمہ زراعت کھالہ جات کے لئے بندش کو ختم کرائے۔مارکیٹ میں hybrid approved seed لایا جائے۔اسی طرح جعلی زرعی ادویات، جعلی weedicide and pesticide کی فروخت کو فوری طور پر ختم کئے جانے کے بارے میں اقدامات اٹھائے جائیں۔ میں اپنی انہی معروضات کی وجہ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میری کٹوتی کی اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر منظور فرمایا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب شاہ رُخ ملک صاحب بات کریں گے۔

جناب شاہ رُخ ملک: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں زراعت کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔صوبہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس کی آبادی 9 کروڑ ہے۔صوبہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے۔یہاں پر جتنے بھی ہمارے بھائی اور معزز ممبران اسمبلی ہیں تقریباً 50 فیصد سے زیادہ زمیندارہ سے ہی وابستہ ہیں۔اس وقت پوری دنیا میں food crisis چل رہا ہے، دوسرے نمبر پر pollution اور تیسرے نمبر پر population کا problem ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہماری population rapidly بڑھ رہی ہے تو اُس کے لئے ہمیں سب سے زیادہ زراعت پر focus کرنا چاہئے اور پاکستان میں زراعت سے منسلک لوگوں کا living standard اتنا بہتر نہیں ہے مگر غریب کو بڑی مشکل سے دو وقت کی جو روٹی ملتی ہے اُس کی وجہ ہی یہی ہے کہ ہمارا زرعی ملک ہے اور پاکستان کو خوراک اور زراعت کے حوالے سے پنجاب ہی 70 فیصد feed کرتا ہے مگر شروع سے لے کر آج تک کبھی بھی زمیندار اور کاشتکار کو relief نہیں دیا گیا بلکہ اُس کا ہمیشہ استحصال کیا گیا اور وہ جتنی محنت کرتا ہے اُس کو اُس محنت کا صلہ نہیں ملتا۔ اس وقت پاکستان میں جتنے بھی پھل اور سبزیاں استعمال ہوتی ہیں وہ سب زراعت کی وجہ سے ہیں۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ 1960 میں زراعت کے حوالے سے انقلاب آیا تھا تو اُس وقت ہمارے بزرگ کاشتکاری کرتے تھے تب مشینری کا دور نہیں تھا، اُس زمانہ میں جو بیج استعمال ہوتے تھے وہ کھاد نہیں لیتے تھے، اُن پر pesticide کا استعمال بھی نہیں ہوتا تھا اور وہ بیج پانی بھی کم لیتے تھے مگر اُن کا جھاڑ کم تھا۔ 1960 میں جو سبز انقلاب آیا تھا اُس میں زمیندار کی بچت ہی بچت تھی، خرچہ کوئی بھی نہیں تھا مگر 1960 کے بعد جتنے بھی کپاس اور گندم کے بیج آئے آپ دیکھ لیں کہ پہلے گندم تین پانیوں سے پکا کرتی تھی جبکہ اب گندم چھ پانی لے کر پکتی ہے۔ 1960 میں زمیندار کی 10 من گندم کی بچت ہوتی تھی وہی 10 من کی بچت آج 2011 میں ہو رہی ہے۔ ہمارے ملک میں جتنی بھی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں انہوں نے ہمارے غریب کاشتکار کو اپنے clutches میں پھنسایا ہوا ہے اور اُن کی محنت کی کمائی یہ کمپنیاں کھا جاتی ہیں۔ ہمارے ریسرچ سنٹرز نے کبھی ایسے بیج ہی نہیں بنائے جو کم سے کم پانی اور کم سے کم pesticide لیں اور یوریا کھاد نہ لیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نئی ٹیکنالوجی کی طرف جا رہے ہیں مگر وہ مافیا زمیندار کا سارا منافع اُٹھا کر لے جاتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ریسرچ سنٹرز پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اور وہاں پر ایسے بیج بنائے جائیں جو کم سے کم پانی لیں اور اُن پر سپرے کا استعمال نہ ہو تا کہ زمیندار کو relief ملے کیونکہ زمیندار ہی ہمیں feed کر رہا ہے اور ہم لوگ کچھ کھا رہے ہیں لیکن زمیندار کے ساتھ کبھی بھی صحیح سلوک نہیں کیا گیا۔ میں یہاں پر ایک اور بات بھی عرض کرتا چلوں کہ بے چارا زمیندار مقروض سے مقروض ہوتا جا رہا ہے، کبھی وہ زرعی بنک کا مقروض ہوتا ہے تو کبھی بیوپاریوں کا مقروض ہوتا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت زمیندار کو relief دینا ہی نہیں چاہتی اور خدانخواستہ اگر زمیندار نے کاشتکاری ختم کر دی تو ہمارا پاکستان ڈوب جائے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے اس لئے اس پر خصوصی توجہ دی جائے اور جو دعوے کئے

جاتے ہیں اُن پر عمل کیا جائے۔ دعوے تو ہر شخص کر سکتا ہے مگر اُس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے اور حکومت پنجاب کا یہ فرض بنتا ہے کہ زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ facilitate کرے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ رائے محمد اسلم کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ زراعت کے بارے میں جو کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے سچی بات تو یہ ہے کہ زراعت سے اس ملک کی آبادی کو خوراک ملتی ہے، زراعت کو اس ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ قرار دیا جاتا ہے، زراعت کی وجہ سے پنجاب کو food basket قرار دیا جاتا ہے مگر اُس کے لئے موجودہ بجٹ میں اس پورے بجٹ کا 0.73 فیصد رقم رکھنا اس شعبہ سے مذاق ہے تو پھر کیوں نہ ایسی کٹوتی کی تحریکیں آئیں کہ یہ رقم بھی ختم کر دی جائے۔ یہ ہرے بھرے کھیت جنہیں آپ ویران کرنے پر تُلے ہوئے ہیں یہاں بھی industries لگا دی جائیں اور یہ رقم بھی ضائع نہ کی جائے۔ آپ اگر واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زراعت ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے تو پھر آپ کو اس کی بہتری کے لئے کام کرنا ہوگا، کاشتکار کی معیشت اور اُس کی حالت بہتر کرنی ہوگی تبھی آپ کی ملکی معیشت بہتر ہو سکے گی۔

جناب سپیکر! آج پنجاب کا کسان طرح طرح کی مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہے، آج اگر آپ پنجاب کے کسان کی حالت دیکھیں اور مجھے دُکھ کے ساتھ یہ واقعہ سُنانا پڑ رہا ہے کہ پچھلے weekend پر میں اپنے حلقہ انتخاب میں ایک فاتحہ خوانی کے لئے گیا تو ایک دس ایکڑ کے مالک پر فالج کا attack ہوا اور اُس کی جیب میں علاج کے لئے پیسے نہیں تھے، اُن کے گاؤں کو راستہ نہیں تھا کہ اُس مریض کو شہر لے جائیں اور وہ بے چارہ اپنے ہی گھر میں بے بسی کے عالم میں فوت ہو گیا تو غلہ پیدا کرنے والے لوگوں کے یہ حالات ہیں اور شعبہ زراعت کا یہ عالم ہے۔ میری صرف یہی گزارش ہے کہ زراعت کے شعبہ پر خصوصی توجہ دیں تبھی پاک سرزمین کے باسیوں کو خوراک میسر ہو سکے گی، تبھی پاکستان کی برآمدات میں اضافہ ہو سکے گا، تبھی یہ بڑے بڑے کارخانہ دار اور ملز مالکان کی فیکٹریوں کی چمنیوں سے دُھواں نکل سکے گا۔ ابھی یہاں پر میرے دوست 1960 کی دہائی کی بات کر رہے تھے وہ ایک ڈکٹیٹر کا دور تھا لیکن اُس نے صرف نئے بیج متعارف کروائے تھے تو آج بھی اُس کا ذکر ہو رہا ہے، آج بھی اُس زرعی انقلاب کی بات ہو رہی ہے لیکن آپ جن اداروں پر کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں آپ کے یہ ریسرچ کے ادارے کوئی نیا بیج دے رہے نہ کوئی ایسی تحقیقات کر رہے ہیں کہ ایسے بیج سامنے آئیں جن پر بیماریوں کا کم سے کم حملہ ہو اور وہ بیج بہتر پیداوار دے سکیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! آپ رائے صاحب کو interrupt نہ کریں۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اگر آپ پنجاب کو خوشحال کرنا چاہتے ہیں تو پنجاب کے کاشتکار اور کسان کو خوشحال کریں انشاء اللہ ملکی معیشت بہتر اور مضبوط ہو گی۔ اگر ہر آنے والے بجٹ میں اس کے لئے اتنا فنڈ ہی رکھا جائے گا تو پھر آپ کی معیشت کا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج محکمہ زراعت کے مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے۔ زراعت، Water Management یا Veterinary side ہو یہ سب کی سب research oriented چیزیں ہیں۔ اگر ہم Research Stations پر خرچ کریں تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ انشاء اللہ ہماری پیداوار بڑھ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آج آپ کی وساطت سے وزیر زراعت صاحب کو یہ بتانا چاہوں گا اور سیکرٹری زراعت کی توجہ بھی چاہوں گا کہ آپ لوگوں نے اُدھر سے پیداوار تو کم کرا دی لیکن آپ نے یہ نہیں سوچا کہ پیداوار کم کیوں ہوئی ہے؟ پیداوار کم ہونے کی کچھ وجوہات ہیں اس میں ایک وجہ تو یہ ہے کہ تمام کے تمام inputs مہنگے ہیں، زرعی آلات بہت مہنگے ہیں چھوٹا کاشتکار ایک مربع یا دو مربع کا مالک ان آلات کو نہیں خرید سکتا۔ آج مجھے کہتے ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ آپ یوریا کو دیکھیں کہ ایک تھیلا -/1500 روپے کا ہے، غریب آدمی کہاں سے لے گا؟ DAP کے ایک تھیلے کی قیمت -/4200 روپے ہے، زمیندار کہاں سے DAP ڈالے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے عرض کروں گا کہ اس پر توجہ دیں اور جتنے بھی fertilizer producers ہیں ان کی میٹنگ بلائیں کہ وہ ان کی قیمتوں میں کمی لائیں۔

جناب سپیکر! Water Management والے اپنی side پر بالکل توجہ نہیں دے رہے۔ سیکرٹری کیپٹن ریٹائرڈ ہیں وہ اس معاملے میں سختی کریں۔ اس محکمہ کے تمام لوگ اپنے دفاتر میں بیٹھ کر تنخواہیں لے رہے ہیں اور فیلڈ میں بالکل نہیں جا رہے۔ اس کے بعد Extension Department کے دو wings بہت اہم ہیں ایک فیلڈ اسسٹنٹ کلاس اور دوسرا ایگریکلچر انسپکٹر کلاس ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ فیلڈ اسسٹنٹ اگر ایک یونین کونسل میں ایک ہے تو وہاں پر کم از کم دو فیلڈ اسسٹنٹ دیئے جائیں تاکہ وہ زیادہ بہتر طریقے سے کام کر سکیں۔ اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ایگریکلچر انسپکٹر کا mobile ہونا بہت اہم ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جہاں آپ نے DDO

ایگریکلچر کو wheels 4 گاڑی دی ہوئی ہے اور بہت بجٹ دیا ہے اس بجٹ میں سے کم از کم ایگریکلچر انسپکٹر جو آدھی تحصیل کو دیکھتا ہے اس کو بھی mobile کریں اور wheels 4 گاڑی دیں تاکہ وہ فیلڈ میں جا کر اپنا اپنا کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! آپ نے irrigation کو تو consult نہیں کیا لیکن میں کہوں گا کہ Irrigation اور ایگریکلچر انسپکٹرز کی ایسی coordination کریں جو اپنی Water Management بتا سکیں۔ میں جو بات کہنا چاہ رہا ہوں ڈی جی زراعت اس کو سمجھ رہے ہیں میری ان سے پہلے بھی بات ہو چکی ہے کہ محکمہ زراعت کے ماہرین محکمہ آبپاشی کے لوگوں کو ٹریننگ دیں کہ ہمارے ایک ایکڑ میں کتنا پانی چاہئے آیا کہ flood irrigation چاہئے یا systematic irrigation چاہئے تاکہ ہمارے پانی کی بچت ہو سکے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ شعبہ زراعت ریسرچ کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! Veterinary Animal Husbandry University Lahore نے اپنا ایک Campus بیدیاں روڈ پر Husbandry Bio Technical Veterinary Animal کھولا ہے اس کا رقبہ 275 ایکڑ ہے۔ آج آشیانہ سکیم والے ان سے وہ اراضی مانگ رہے ہیں اور وہ طالبعلم احتجاج کر رہے ہیں کہ ہم نے وہاں سے نہیں نکلنا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ کہوں گا کہ ہمارے طالبعلموں، کلاس فیلوز اور جونیئرز کو وہ جگہ دی جائے اور ان کو وہاں سے نہ نکالا جائے۔ آپ آشیانہ سکیم کسی اور جگہ منتقل کر دیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ کے آنے سے پہلے زرعی ریسرچ کے بارے میں بات ہو رہی تھی تو میں کہتا ہوں کہ زراعت زرعی ریسرچ کے بغیر بالکل کامیاب نہیں ہے۔ وزیر زراعت تمام ریسرچ ڈیپارٹمنٹ اور تمام ریسرچ ڈائریکٹوریٹ میں ڈی جی صاحب کو بھیجیں کیونکہ وہاں پر بالکل ریسرچ نہیں ہو رہی۔ اگر کسی نے پہلے جو ریسرچ کی ہوئی ہے اسی کو دوبارہ لے رہے ہیں اور جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری دن بدن نئی اقسام آ رہی ہیں تو وہ اقسام نہیں ہیں بلکہ وہ line of selection ہے، اقسام تو آٹھ نو سال کے بعد کامیاب ہوتی ہیں جبکہ یہاں ہر دو سال کے بعد نئی قسم آ جاتی ہے وہ قسم نہیں ہوتی بلکہ line of selection ہوتی ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی یہ کہا تھا کہ حکومت کو اس پر توجہ دینی چاہئے اور اب بھی میں کہتا ہوں کہ اس شعبہ کی طرف توجہ دینی

چاہئے، ریسرچ کرنے والے ماہرین پر توجہ دینی چاہئے اور جو مفت تنخواہیں لے رہے ہیں ان کو line up کرنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنے botanists ہیں وہ تمام کے تمام اپنی اقسام کو خود بیچ رہے ہیں اور کسانوں کو trial کے لئے نہیں بھیج رہے۔ اس لئے وزیر زراعت کو چاہئے کہ وہ زرعی یونیورسٹی والوں سے coordinate کریں اور ریسرچ کے شعبہ پر توجہ دیں۔

جناب سپیکر! ابھی ہمارے ایک ساتھی کہہ رہے تھے کہ ایسی اقسام پیدا کی جائیں جو پانی کم لیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ کم از کم چار اقسام ابھی بھی فیلڈ میں موجود ہیں جو پانی کم لے رہی ہیں اور ان کی پیداوار بھی فی ایکڑ بہت زیادہ ہے۔ یہاں لابی میں ڈی جی زراعت بیٹھے ہیں جو ٹیکنیکل آدمی ہیں انہیں چاہئے کہ ان اقسام کو دوبارہ چیک کریں کہ کہیں وہ line of selection تو نہیں ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ سے اجازت چاہوں گا۔ بہت شکریہ

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ بھی بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

رائے محمد شاہجہان خان: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہجہان خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں فیض احمد فیض کے چند اشعار آپ کی نذر کرتا ہوں مگر ذرا متوجہ ہوں۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ہم نے بات کرنے کے لئے لسٹ بھی دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Sorry میں نے لسٹ ابھی دیکھی ہے۔ رائے صاحب! پلیز تشریف رکھیں کیونکہ already لسٹ میں حسن مرتضیٰ صاحب کا نام ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، بس شعر سنا کر ختم کر دیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کے لئے بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ guillotine apply ہونی ہے پھر دوستوں کے بولنے کے لئے صرف 15 منٹ کا ٹائم رہ گیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایک منٹ رائے صاحب کو دینے کے بعد guillotine apply ہونے سے پہلے دو دو منٹ ہمارے تمام ممبران کو دے دیں اور اسے آپ جس طرح مرضی manage کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، اس پر متعلقہ وزیر نے بھی بات کرنی ہے اس لئے میں کوشش کروں گا کہ اگلے دس منٹ میں سب کی بات ختم ہو جائے پھر منسٹر صاحب بات کر لیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ for guillotine purpose پانچ منٹ extra منسٹر صاحب کو دے دیجئے گا ہمیں اُس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہو گا کیونکہ قانون کو مدنظر رکھنا ہے۔ رائے صاحب! آپ شعر سنائیں اور تشریف رکھیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں شعر نہیں سناؤں گا جب تک آپ متوجہ نہیں ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو پوری توجہ دے رہا ہوں۔

رائے محمد شاہجہان خان: شعر عرض ہے کہ:

اَن گنت صدیوں کے تاریک بہیمانہ طلسم
ریشم و اطلس و کمخاب میں بُنوائے ہوئے
خاک میں لتھڑے ہوئے خون میں نہلائے ہوئے
جابجا بکتے ہوئے کوچہ و بازار میں جسم
لوٹ جاتی ہے اُدھر کو بھی نظر کیا کیجئے
اب بھی دلکش ہے ترا حُسن مگر کیا کیجئے

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ تشریف رکھ لیجئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی میرے محترم بھائی "امراؤ جان ادا" کا گانا گا رہے تھے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ ہماری حکومت کی جو کسان اور کاشتکار دشمن پالیسیاں ہیں، آپ اگر پچھلے سال 11-2010 کا بجٹ دیکھیں تو 800 ملین روپے گرین

ٹریکٹر سکیم میں رکھے گئے تھے مگر اس سال صرف 9ملین روپے رکھے گئے ہیں۔اسی طرح پچھلے سال ایگر یکلچر ڈویلپمنٹ پروگرام میں تقریباً3000ملین روپے تھے جسے بعد میں cut کر کے 1500ملین روپے کر دیا گیا۔اب پھر اس کے لئے تقریباً3000ملین روپے رکھے گئے ہیں جو حسب ضرورت یا وقت آنے پر اُس پر بھی cut لگایا جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت چونکہ کاشتکاروں کی نمائندہ حکومت نہیں ہے بلکہ سرمایہ داروں، مل مالکان اور پیسے والوں کی حکومت ہے اور جہاں کاشتکار کے مفاد کی بات آتی ہے وہاں پر وہ سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ میں نے اسی ایوان میں کھڑے ہو کر عرض کیا تھا کہ کوئی ایگر یکلچر پالیسی کا اعلان کیا جائے، کاشتکاروں کو facilitate کرنے کا پروگرام بنایا جائے مگر اس پنجاب کے کاشتکار کو لوٹنے کے لئے اور دلال کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہاں پر ایک پروگرام بن چکا ہے اور میری بات کو بھی مذاق میں اڑا دیا گیا۔ جب کرشنگ سیزن شروع ہونے والا تھا تو میں نے اسی floor پر کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ کاشتکار کو لوٹنے کے لئے مل مالکان تیار بیٹھے ہیں۔ میں اس ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ یہاں پر ایسے قوانین بنائے جس سے کاشتکار کو نہ لوٹا جا سکے۔ ہمارے CPRs جس پر ہمیں مل payment کرتی ہے اُس کو cheque کا درجہ دیا جائے اور اگر کسی کاشتکار کا cheque dishonour ہو تو مل والے کے خلاف پرچہ درج کروایا جا سکے لیکن کسی شخص نے توجہ نہیں دی تھی۔ میرے اُدھر بیٹھے ہوئے بھائی بھی میری ان باتوں سے اتفاق کریں گے کہ آج بھی مل والوں کے ذمہ کاشتکاروں کے اربوں روپے کے بقایاجات ہیں۔ یہ بات میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں مگر اُن کو سمجھ نہیں آنی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! اب آپ wind up کر دیں کیونکہ باقیوں کا بھی حق ہے جنہوں نے نام دیئے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس احتجاج کے ساتھ بیٹھ رہا ہوں کہ آج پھر ایک کاشتکار کے بیٹے کو on the floor of the House بات کرنے نہیں دی گئی اور پھر سرمایہ دار کی نمائندہ حکومت کا ثبوت دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے مقرر ڈاکٹر اختر ملک صاحب ہیں لیکن اگر انہوں نے اپنا ٹائم آپ کو دینا ہے تو پھر آپ دو منٹ بول لیں۔ جی، کاشتکار کے بیٹے کو بول لینے دیں؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! آپ کو انہوں نے اپنا ٹائم دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ بھی میرے بھائی ہیں اور اُن کا بھی کاشتکاری سے ہی تعلق ہے۔ میں بھیک میں ملنے والے ٹائم پر لعنت بھیجتا ہوں اور احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: نوشیر لنگڑیال صاحب! آپ حسن مرتضیٰ صاحب کو منا کر واپس ایوان میں لے کر آئیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب! پلیز ذرا جلدی کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایگریکلچر پر بات کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کئی دن بھی ہوں تو تھوڑے ہیں۔ پاکستان کی معیشت کا بڑا حصہ زرمبادلہ ہے اور 69 فیصد پاکستان کا زرمبادلہ زراعت سے حاصل ہوتا ہے۔ حاصل ہونے والے زرمبادلہ کے مقابلے میں زمینداروں اور کاشتکاروں کو جو کچھ ملتا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر یہ اپنی پالیسیاں ٹھیک کر لیں تو ان کو 4۔ارب روپے کی بجائے 20۔ارب روپے دیں لیکن یہ محکمہ اور محکمے کے لوگ زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے کچھ کر کے دکھائیں۔ آج agricultural land وقت کے ساتھ ساتھ کم ہوتی جا رہی ہے کیونکہ کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے کہ کہاں پر ہاؤسنگ سکیم بنی ہے، کتنی زمین اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرنی ہے اور کہاں پر کون سی فصل کاشت کرنی ہے؟ محکمے کا کوئی بندہ بھی کسی جگہ پر کسی کو guide کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اگر محکمہ دو steps لے لے، پہلا منصوبہ یہ کر لے کہ ہم نے کہاں کہاں کیا کیا کاشت کرنا ہے اور requirement کتنی ہے اور دوسرا منصوبہ یہ کر لے کہ ایگریکلچر کا راٹیریل کھاد اور بیج اگر کاشتکار کو صحیح، خالص اور وقت پر مل جائے تو آپ کا یہ زرمبادلہ double ہو سکتا ہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ اجازت لینے سے پہلے یہی عرض کرتا ہوں کہ منصوبہ بندی کر لیں اور زمیندار کو راٹیریل proper اور pure ملنا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم سید حسن مرتضیٰ صاحب کو اتنی آسانی سے واک آؤٹ ختم کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر!میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گی کہ:

رَج کھاندیاں نوں مستیاں آندیاں نیں
آٹا لگدا اے تے تیلے پٹاکدے نیں

جناب سپیکر!2008میں جب قائد ایوان نے اپنی ترجیحات بیان کی تھیں تو مجھے سُن کر بڑی خوشی ہوئی تھی کہ زراعت ان کے دوسرے نمبر کی priority تھی مگر اگلے بجٹ میں چوتھے نمبر پر چلی گئی،اُس سے اگلے بجٹ میں ساتویں نمبر پر اور مزید اگلے بجٹ میں کہیں بھی نظر نہیں آئی۔میں بحیثیت ایک کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھنے کے یہ سمجھتی ہوں کہ آج کا کسان،کاشتکار اور آج کی زراعت اس موجودہ حکومت کی good governance کی بھینٹ چڑھ چکی ہے۔دوسرے محکموں کی طرح زراعت میں جتنی کرپشن ہو رہی ہے کہ ہزاروں ایکڑ اراضی پر فصلیں کاشت نہیں کی جا رہیں۔میرے خیال میں اُس کو لوٹا کریسی کے نام کر کے minors پر لوگوں کے گھر بنا دیئے جاتے ہیں،کالج کھول دیئے جاتے ہیں یا افسران کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔اس میں اتنا احتجاج ہے کہ سنتے ہوئے ہم تھک جائیں گے،آپ تھک جائیں گے مگر یہ احتجاج ختم نہیں ہو گا۔میں احتجاجاًواک آؤٹ کرتی ہوں کہ اس حکومت نے جس طرح سے کسان پر محبت نبھائی ہے،کاشتکاری کو فروغ دینے کے نعرے لگائے ہیں اور جس طرح سے کسان کو کبھی باردانے کے نام پر،کبھی کھادبیج کے نام پر اور کبھی good governance کے نام پر ذلیل وخوار کیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ سیمل کامران ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب!آپ ذرا سیمل کامران صاحبہ کا واک آؤٹ ختم کرا کر لائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!کیا میں کاشتکار کی بیٹی کو لے آؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ جائیں۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!بہت تگ ودو کے بعد پنجاب کے ایک کسان شہری شفیع محمد کا پیغام محترم وزیر اعلیٰ صاحب کے نام ہے کہ:

بجٹ کی کہانیوں سے یہ راز کھل گیا
میں تو ایویں ایویں ایویں ای لٹ گیا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگرچہ میرا تعلق زمیندار کلاس سے تو نہیں لیکن میرا علاقہ ایسا ہے جو بہت زرخیز ہے۔ میرے ذہن میں جو تجاویز آئی ہیں تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں آپ کے ذریعے وزیر زراعت کو گوش گزار کروں۔ کافی عرصہ سے کپاس کی فصل ہم نے منڈیوں میں آتی نہیں دیکھی۔ کیوں؟ کہا جاتا ہے کہ وائرس پڑ گیا ہے۔ دریائے نیل کا پانی ہمارے چناب، راوی، جہلم اور ستلج کے پانی کے آگے کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا اور دنیا میں بہترین کپاس پیدا کرنے والے ممالک میں سے ہماری کپاس ایک تھی مگر آج جب ہم دیکھتے ہیں کہ کپاس کا سیزن ہے اور منڈیوں میں کپاس نہیں آئی تو بہت دکھ اور افسوس ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ سیمل کامران واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گی کہ کسان کو پانی، بجلی، بیج اور زرعی ادویات ضرور اچھی دی جائیں۔ جعلی کھاد اسے نہ دی جائے تاکہ وہ فصل اچھی سے اچھی پیدا کر سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ! آپ ایک منٹ میں اپنی بات کو wind up کریں اور اس کے بعد منسٹر صاحب! آپ کے پاس صرف 4 منٹ ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا تعلق زراعت سے تو نہیں ہے لیکن میں جس علاقے میں رہتی ہوں وہاں کے کاشتکاروں کی طرف سے آنے والی شکایات کے حوالے سے کچھ باتیں آپ کے گوش گزار کروں گی۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ویسے تو آپ بہت باتیں کرتے ہیں کہ زرعی ترقیاتی بنک کاشتکار کو بیج، کھاد اور زرعی آلات کے لئے پیسے دے رہے ہیں لیکن میرے پاس آنے والے لوگوں کی بنک سے جب میں نے سفارش کی تو سوائے ایک بندے کے کسی کو بھی قرض نہیں مل سکا تو اس کا کوئی proper حل کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ جو بیج کاشتکار کو ملنا چاہئے وہ اسے نہیں مل رہا جبکہ کھاد کے حوالے سے بھی دیکھ لیں کہ لوگوں کی چٹیں آتی ہیں اور کھاد صرف انہی کو ملتی ہے جن کا قیادت یا

انتظامیہ سے رابطہ ہے۔ میرے سامنے ڈی سی او صاحب کو ایک چٹ آئی کہ 2ہزار بوری دی جائے اور اس نے وہ چٹ follow کی ہے جو کہ دوسرے کاشتکاروں کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! باردانہ کے حوالے سے دیکھیں لاکھوں کاشتکار اس سے متاثر ہوئے ہیں کہ انہیں باردانہ نہیں ملا اور ابھی تک لوگوں کی فصل کھیت میں پڑی ہوئی ہے جبکہ موسم کی صورتحال بھی آپ کے سامنے ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے محکمہ زراعت کے بارے میں آنے والی Cut Motion کے حوالے سے بات کرنی ہے تو زراعت بہت وسیع موضوع ہے جس کے لئے اتنے کم وقت میں احاطہ کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت ساری غلط فہمیاں ہیں جن کا ازالہ کرنے کے لئے مجھے facts & figures بتانے پڑیں گے اس لئے ایوان کو مطمئن کرنے کے لئے مجھے facts & figures بتانا ضروری ہے۔ 2004-05 میں 712 ملین روپے کا ترقیاتی بجٹ رکھا گیا یعنی 71 کروڑ 20 لاکھ روپے تھا، 2005-06 میں 925 ملین روپے یعنی 92 کروڑ 5 لاکھ روپے، 2006-07 میں 1100 ملین روپے یعنی ایک ارب 10 کروڑ روپے، 2007-08 میں 2۔ارب 80 کروڑ روپے لیکن اب صورتحال تبدیل ہوئی ہے اور اس سال زراعت کے شعبہ میں development کے لئے 3۔ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑی خطیر رقم ہے جو کہ ADP کی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف سکیموں کے لئے الگ سے رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! سیلاب کے علاقوں میں متاثرین کے لئے "وطن کارڈ" کی شکل میں 12۔ارب روپے دیئے گئے اور آٹھ ہزار خاندانوں کو 20 ہزار روپے فی خاندان دیئے گئے ہیں۔ مجموعی طور پر سیلاب سے 18 لاکھ ایکڑ زمین متاثر ہوئی ہے جس سے کاشتکاروں کو تقریباً 96۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے جبکہ 8۔ارب روپے کی ان کی کپاس کی کھڑی فصل تباہ ہوئی ہے۔ -/2400 روپے متاثر ہونے والے کاشتکاروں کو کھاد اور بیج کے لئے دیا گیا ہے یعنی انہیں ایک تھیلا کھاد اور ایک تھیلا بیج دے کر ان کی مدد کی گئی ہے۔ دو لاکھ بارہ ہزار کاشتکاروں کو کھاد اور بیج کی یہ سہولت فراہم کی گئی ہے اور بارہ لاکھ ایکڑ زمین پر گندم کاشت کرنے کے لئے کاشتکاروں کو مدد فراہم کی گئی ہے۔ سیلاب کے علاقوں میں متاثر ہونے والے کاشتکاروں کو کھاد اور بیج کے لئے 2۔ارب 40 کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں نے پہلے بتایا ہے کہ اب ہمارا ترقیاتی بجٹ 3۔ارب40کروڑ روپے رکھا گیا ہے جو کہ پہلے تقریباً برائے نام ہوتا تھا اور اس میں جو چیزیں مزید add کی گئی ہیں مثال کے طور پر گرین ٹریکٹر سکیم۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!پیداوار کے دیئے گئے تخمینے درست نہیں ہیں۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ 91-1990 میں ہماری کپاس کی پیداوار 85لاکھ bales تھی، 97-1996 میں 87لاکھ bales، پھر 71لاکھ bales اور اس کے بعد 88لاکھ bales ہوئی۔ Sugarcane پر آ جائیں تو 92-1991 میں یہ 19 ملین ٹن، پھر 20 ملین ٹن اور اس کے بعد پھر 20 ملین ٹن تھی۔ گندم پر آ جائیں تو پنجاب میں گندم کی پیداوار 10 ملین ٹن اور پھر 11 ملین ٹن تھی۔ 92-1991 میں ایک کروڑ 14 لاکھ ٹن کل پیداوار ہوئی تھی، 93-1992 میں ایک کروڑ 17 لاکھ ٹن، چونکہ آپ مجھے وقت تھوڑا دے رہے ہیں تو میں اب ان crops کا موازنہ کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے تین سالوں کے دوران جو پیدا ہوئیں۔ پہلے سال میں 18.4 ملین ٹن گندم پیدا ہوئی ہے، 08-2007 میں گندم کی پیداوار 15.6 ملین ٹن ہوئی تھی اور جب موجودہ حکومت آئی تو گندم کی پیداوار مجموعی طور پر 18.4 ملین ٹن ہو گئی، اگلے سال 18 ملین اور آخری سال جو ابھی گزرا ہے ایک کروڑ 85لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح چاول پر آ جائیں تو ان تین سالوں کے دوران ہمارے ہاں اس سال 35 لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا، گزشتہ سال 36لاکھ ٹن چاول تھا اور اس سے پہلے سال 37لاکھ ٹن چاول ہوا تھا جبکہ پچھلے دور حکومت میں 30اور 32لاکھ ٹن چاول کی پیداوار تھی۔اس حوالے سے موجودہ حکومت کے دور میں دو فصلوں کی پیداوار ریکارڈ ہوئی ہے اور پاکستان کی تاریخ میں چاول کی اتنی پیداوار ہوئی اور نہ ہی گندم کی اتنی زیادہ ریکارڈ پیداوار ہوئی تو یہ ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔

جناب سپیکر!سولر انرجی کے لئے ایک ارب 16کروڑ روپے رکھے جا رہے ہیں اور 19۔ارب روپے کا ایک بڑا منصوبہ گندم کے لئے شروع کیا جا رہا ہے۔ چونکہ وقت کی قلت ہے اس لئے میں آخری بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے ریسرچ کی بات کی ہے تو اس حوالے سے ہم نے گندم پر ریسرچ کے لئے 9 پراجیکٹ دیئے ہیں جن پر 20کروڑ روپے خرچ ہوں گے، کپاس کی ریسرچ کے لئے 12کروڑ روپے اور چاول کے لئے 13کروڑ روپے جبکہ ایک۔ارب روپے کپاس کی C.L.C قسم پر ریسرچ کے لئے چونکہ

اس پر بیماری کم ہوئی ہے تو اس سال اس مقصد کے لئے 9کروڑ روپے دیئے گئے ہیں جس سے کپاس کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"4۔ارب77کروڑ98لاکھ 57 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018زراعت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب77کروڑ 98 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر:جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا اب ہم باقی ماندہ مطالبات زیر پر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ144 کی سب کلاز۔4 کے تابع گلوٹین کے اطلاق کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21001

جناب ڈپٹی سپیکر:مطالبہ زر نمبرPC-21001اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو44لاکھ34ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 2011-12 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21002 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 96 کروڑ 71 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21003 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 5 کروڑ 50 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21004 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 17 کروڑ 62 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21005 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 47 کروڑ 8 لاکھ 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21006 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 96 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21007 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 82 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21008 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 36 کروڑ 76 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21009 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 9۔ارب 63 کروڑ 69 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21010 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 16۔ارب 26 کروڑ 64 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21011 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6۔ارب 74 کروڑ 21 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21012 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 6 کروڑ 87 لاکھ 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21014 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4 کروڑ 86 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21017 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب11 کروڑ79لاکھ46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21019 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو33کروڑ92 لاکھ85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21020 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب35 کروڑ41 لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد ویٹرنری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبرPC-21021اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11 کروڑ76لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مدامداد باہمی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبرPC-21022اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6۔ارب22 کروڑ59 لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد صنعتیں" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبرPC-21023اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب38 کروڑ71لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد متفرق محکمہ جات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21024 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 66 کروڑ 15 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد سول ورکس" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21025 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 25 کروڑ 39 لاکھ 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد مواصلات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21026 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 23 کروڑ 60 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21027 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6 کروڑ 57 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد ریلیف" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21028 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 40۔ارب 49 کروڑ 62 لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد پنشن" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21029

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21029 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 13 کروڑ 33 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21030

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21030 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 30۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21031 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 75۔ارب 60 کروڑ 34 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنا پڑیں گی۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21032 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4 کروڑ 59 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21034

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21034 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 43 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21035

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21035 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-13050 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-22036 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 27۔ارب 20 کروڑ 74 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-12037 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 10۔ارب 89 کروڑ 10 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-12038 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 12 کروڑ 40 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-12040 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 20 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-12041 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 38۔ارب 25 کروڑ 19 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل "برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-12042 اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 42۔ارب 32 کروڑ 55 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال 12-2011 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-12043

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبرPC-12043اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب98کروڑ71 لاکھ38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال12-2011کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیف منسٹر صاحب!

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ آج اس معزز ایوان نے بجٹ12-2011اپنے بھرپور تعاون اور دعاؤں سے منظور کیا ہے۔میں اس معزز ایوان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے انتہائی فراست اور اعلیٰ ظرفی سے اس پورے بجٹ سیشن کو چلایا اور آپ نے تمام معزز ممبران کو، تمام political parties کے Heads کو موقع دیا کہ وہ بجٹ پر اور cut motions پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔میں ان تمام ممبران کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمام political parties کے Heads کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بطور ممبر اپنی ذمہ داری نبھائی۔میں نے، میری حکومت نے اور انتظامیہ نے ان کی تمام آراء اور تجاویز کو انتہائی غور سے سُنا اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کی تجاویز سے مالی سال12-2011میں بہتری لائی جا سکے گی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم ان پر بھرپور عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اپنی پارٹی کے قائد میاں محمد نواز شریف، اپنی پارٹی PML(N)، تمام معزز ممبران اور اپنی کابینہ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پورے عرصہ میں Pre-Budget Sessions میں مجھے اور میری حکومت کو guide کیا، تجاویز دیں جس کی روشنی میں ہم ایک ایسا متوازن بجٹ پیش کر سکیں جو pro-poor, pro-youth and

pro-employment ہے جس سے non-development expenditures میں بے پناہ کمی کرنے میں مدد ملی، میں اپنی پارٹی کا بھرپور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں محترم وزیر خزانہ کامران مائیکل صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں انہوں نے یہاں پر بہترین بجٹ تقریر پڑھی۔ میں معزز ممبران خاص طور پر اپوزیشن اور Leader of the Opposition کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھے انداز میں اس تقریر کو سُنا اور اس کے بعد اپنی تجاویز دیں۔ میں اس شکریہ کو مکمل نہ کر سکوں گا اگر میں نے یہاں پر چیف سیکرٹری پنجاب، چیئرمین پی اینڈ ڈی، سیکرٹری خزانہ اور تمام متعلقہ ادارے اور افراد جنہوں نے شبانہ روز محنت کر کے اس بجٹ کو یہاں پر frame کرنے کے لئے ہماری مدد کی میں ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک دو باتیں عرض کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا اور شکریہ ادا کروں گا یہاں پر (ق) لیگ کی Honourable Member، ہماری خاتون بہن نے کل یا پرسوں اپنی جذباتی تقریر میں یہ فرمایا کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے چاند باغ سکول جو کہ مرحوم جرنل جیلانی صاحب کا ہے ان کو 5 کروڑ روپے دے دیئے جبکہ اس سکول کو اس کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ میری بہن کا یہ اپنا خیال ہے، ان کی اپنی judgement ہے میں نے اور میرے ساتھیوں نے کل اس کا مناسب جواب دیا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ آج اختتامی الفاظ میں اس بات کا ذرا تذکرہ کر دوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ چاند باغ سکول کو ایک Board of Governors run کرتا ہے، وہ کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ میرے ذاتی علم میں ہے، وہاں پر اچھے گھرانوں کے بچے بھی آتے ہیں لیکن ان بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کرنے کے لئے بھی ایک خاص percentage رکھی ہوئی ہے جو کہ انتہائی غریب گھرانوں سے ہیں، وہاں پر یتیم کے بچے بھی پڑھتے ہیں اور بیوہ کے بچے بھی پڑھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر حوالے سے چاند باغ سکول جو کہ اس ملک کے اندر تعلیم کی روشنی کو پھیلانے میں مصروف ہے اس کو اگر یہ donation دی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی کا حق نہیں مارا گیا اور تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا جنہوں نے ایک دن بڑے جذباتی انداز میں دانش سکولوں کے حوالے سے مجھے یہ طعنہ دیا یا الزام لگایا کہ میں غریب اور امیر کے درمیان تفریق پیدا کر رہا ہوں۔ اس کا جواب میں پہلے راجہ ریاض کی خدمت میں دے چکا ہوں مگر آج پھر ان کی یہاں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور خاص طور پر چودھری ظہیر الدین صاحب کی

یہاں پر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں چند حقائق اس معزز ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ باامر مجبوری کر رہا ہوں تاکہ پتا چلے کہ کون غریب ماری کر رہا ہے اور کون امراء کو، اشرافیہ کو اس غریب قوم کے خون پسینے کی کمائی سے اس ملک کے اندر فروغ دے رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان اداروں کی تعلیم کے حوالے سے جو خدمت ہے اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں لیکن بات ہو رہی تھی کہ یہاں پر صرف مٹھی بھر افراد کے بچوں کے لئے ایچی سن بنائے گئے، LUMS بنائے گئے۔ بیکن ہاؤس بنایا گیا اور اس طرح کے گرائمر سکول بنائے گئے اور یہاں اس ملک کے 90 فیصد عوام کے بچے اور بچیوں کے لئے، ٹھیک کہا میں مانتا ہوں کہ 60 ہزار سکول موجود ہیں وہاں پر ابھی بھی اگر اربوں روپے بھی لگا دیں تو بنیادی سہولتیں وہاں پر نہیں پہنچ پاتیں۔ مگر قول و فعل کا تضاد ایک بہت خطرناک علامت ہے، قول و فعل کا تضاد میں سمجھتا ہوں کہ ہر قوم کو پیچھے لے کر جائے گا۔

جناب سپیکر! آپ سے اور آپ کے توسط سے اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دور میں جس کا دفاع کرنے کے لئے راجہ صاحب کھڑے ہوئے تھے اور راجہ صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے میں اس کو مانتا ہوں اور اس دور میں جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا میری بہن نے میرے متعلق یہ کہا کہ میں نے 5 کروڑ روپے چاند باغ سکول کو دیا اس کی جو ویئٹ ہے وہ میں نے بیان کر دی، یہ بات ریکارڈ پر ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ اس دور میں جب ہر چیز لٹ گئی، اس ملک کی متاع لٹ گئی، پہلی بار اس ملک کے اندر suicide bombers وجود میں آئے اور پاکستان کو خون میں لت پت کیا گیا۔ میں نے کہا ہے کہ ان تعلیمی اداروں کی جو تعلیمی مصروفیات ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں مگر اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کس طرح سے غریب ماری کی گئی اور کس طرح آج ہم غریبوں کے بچوں اور یتیموں کے لئے دانش سکول بنا رہے ہیں اور مجھے اس پر بھی فخر ہے کہ اس ملک میں دانش سکول بن رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہ ریکارڈ سے بات کر رہا ہوں۔ بیکن ہاؤس کو 20 کروڑ روپے دیئے گئے۔ جہاں صرف امراء کے بچے جاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! LUMS کو، مجھے LUMS پر کوئی اختلاف نہیں وہ ایک تعلیمی ادارہ ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے لیکن غریب کے بچے کو ٹاٹ نہ ملے اور پھر پنجاب کے فنڈ سے LUMS کو 07-2006 میں 50 کروڑ روپیہ دیا گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! یہ تو بات تعلیمی اداروں کی ہو گئی اور جناب راجہ صاحب It is just tip of the eyes اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ "جم خانہ "جہاں پر تعلیم اور نہ ہی کچھ اور، ہمیں کوئی اعتراض نہیں جم خانہ میں لوگ جائیں وہاں پر کھانا کھائیں، وہاں پر bridge یا golf کھیلیں لیکن اس غریب قوم کی قیمت پر اس صوبے کے وسائل سے نہ کھیلیں۔ پھر کہتے ہیں کہ پنجاب کس طرح سے لٹا؟ میں جب بات کرتا ہوں 75۔ارب روپے کے ڈاکے کی تو اس پر بھی بڑی تکلیف ہوتی ہے مگر حقائق ہیں میں کیا کروں، کس طرح سے چھپا لوں۔ راولپنڈی جم خانہ کو بھی اس غریب قوم کے 10 کروڑ روپے دیئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کی نعرہ بازی)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! سستی روٹی سکیم کا بھی ذکر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ Order in the House. خدیجہ عمر صاحبہ! تشریف رکھیں۔ جب قائد ایوان بات کر رہے ہوں تو ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کرتے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب انہیں سمجھائیں۔ Order in the House. (قطع کلامیاں)

خدیجہ عمر صاحبہ! تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں قائد ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ لوگ جنہوں نے جم خانہ کے لئے پیسے منظور کئے وہ تو وزیر اعلیٰ صاحب آپ نے "لوٹے" بنا کر اپنے ساتھ بٹھائے ہوئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! یہ کوئی طریق کار ہے کہ جب قائد ایوان بات کر رہے ہوں یا قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہوں تو کوئی ان کو interrupt نہیں کرتا۔ یہ ایوان کا decorum ہے، اس میں کوئی interrupt نہیں کرتا اور کوئی بات نہیں کرتا۔ ہم نے اس decorum کو maintain رکھنا ہے۔ آپ کی مہربانی۔ جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ راولپنڈی جم خانہ کلب، لوگ وہاں پر جا کر کھانا کھائیں، لوگ وہاں پر جا کر Bridge کھیلیں، لوگ وہاں پر جا کر Tennis

کھیلیں، وہاں پر جا کر swimming کریں، کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہم بات کرتے ہیں یہاں پر سکولوں کی، یہاں پر ہم بات کرتے ہیں تعلیم کی، غریبوں کو ان کے پاؤں پر کھڑا کرنے کی، یہاں پر بات کرتے ہیں ان کی ادویات کی، یہاں پر بات کرتے ہیں ان کی surgery کی، خالی کہانی یہاں پر ختم نہیں ہوتی، 5کروڑ روپے لاہور جم خانہ کلب کو دیئے گئے یہ تقریباً ایک ارب روپیہ ہے کس کی قیمت پر ادا کیا گیا، وہ صدائیں کیا ان حکمرانوں کے کانوں میں ان کے دل کو چیرتی ہوئی نہیں پہنچیں؟ جو ایک آپریشن یا دوائی کی وجہ سے سسک سسک کر اس دنیا سے چلی گئیں اور ہم نے یہ پیسا جم خانہ کو دیا، راولپنڈی جم خانہ کو دیا، لاہور جم خانہ کو دیا تاکہ وہ وہاں پر اور کمرے اور Rest Houses بنائیں، وہاں پر اور Bridge کھیلی جائے، وہاں پر اور Tennis کھیلی جائے۔ وہ لاکھوں غریب اور بیوائیں جو یہاں پر سسک سسک کر دم توڑ گئیں وہ اللہ تعالیٰ سے پوچھتی رہیں کہ وہ کون سا پاکستان تھا جہاں پر ہم تو دوائی سے محروم ہو گئے، تعلیم سے محروم ہو گئے، جم خانہ راولپنڈی کو پیسا دیا گیا، لاہور جم خانہ کو پیسا دیا گیا، LUMS کو دیا گیا، جو ایک ارب روپیہ ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنی introspection کرلی ہو گی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ہمیں اس کا جواب دینا ہو گا۔ میں اس سے زیادہ آج اس خوشی کے موقع پر کچھ نہیں کہنا چاہتا ماسوائے اس کے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مل کر اس پورے معزز ایوان کو آپ کی سربراہی میں تمام political parties کے leaders جو یہاں پر بیٹھے ہیں ان کے ساتھ مل کر ہمیں اس صوبہ کی خدمت کے لئے مالی سال 12-2011 کے لئے اپنا راستہ اپنانا ہو گا۔ میں یہاں پر میڈیا کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس پورے process میں ہمارا مکمل ساتھ دیا یہاں پر جو باتیں کی گئیں ان کو عوام کی رہنمائی کے لئے، عوام کی consumption کے لئے اس کو بھرپور project کیا اور آخر میں، میں اپنی بات ان اشعار کے ساتھ ختم کروں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اشعار آج اس موقع کی مناسبت سے برمحل ہیں کہ:

خوشبوؤں کا اِک نگر آباد ہونا چاہئے
اس نظامِ زر کو برباد ہونا چاہئے
ان اندھیروں میں بھی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ تو یاد ہونا چاہئے

اور خواہشوں کو خوب صورت شکل دینے کے لئے
خواہشوں کی قید سے آزاد ہونا چاہئے
ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ و بازار میں
عدل کو بھی صاحبِ اولاد ہونا چاہئے
(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیر شیر کی آوازیں)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب میری بات سن کر جائیں۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House ڈھلوں صاحب! بس۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میری یہ خواہش تھی کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں تشریف فرما ہوتے تو ہم اپنی کچھ باتیں کر لیتے۔ انہوں نے آخر میں اشعار پڑھے ہیں تو میں شروع میں ایک شعر پڑھتا ہوں۔

ایک شجر محبت کا ایسا بھی لگایا جائے
جس شجر کا ہمسائے کے گھر سایہ جائے

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج اپنی عددی اکثریت کم ہونے کے باوجود جو بجٹ مسلم لیگ کے حوالے کیا گیا ہے، اس گورنمنٹ کے حوالے کیا گیا ہے ہم دعا کرتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ اس بجٹ کا صحیح استعمال ہو گا جو کہ پچھلے تین سالوں میں نہیں ہو سکا۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب بنک کے بارے میں کافی دفعہ 75 کروڑ روپے کی بات کی گئی ہے یہ معاملہ ملک کی سب سے بڑی عدالت، عدالت عظمیٰ نے take up کیا ہوا ہے اور وہ اسے دیکھ رہی ہے، انصاف ہو جائے گا، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اگر ان کی بات سچی ہے تو ہم تسلیم کریں گے اور اگر ان کی بات سچی نہ ہوئی تو یہ تسلیم کریں چونکہ اب اس کا فیصلہ عدالت عظمیٰ میں ہے۔ میری یہی آخری بات ہے کہ میری ٹیم اور میں نے اپنی قیادت کے کہنے پر اپنا role نبھایا ہے۔ ہمیں معلوم تھا کہ ہم عددی اکثریت میں کم ہیں، اگر ہم اکثریت میں ہوتے اور اس بجٹ کو فیل کرنے کی پوزیشن میں ہوتے تو پھر حکومت میں ہوتے لیکن اس کے باوجود ہم نے جمہوری طریقوں کے ساتھ rules اور آپ کے احکامات کے

مطابق اپنا کردار نبھایا ہے۔یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم یہ بات کریں کہ یہ تقریباً 665۔ارب روپے کی خطیر رقم پنجاب حکومت کو سونپی گئی ہے۔میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ چیئرمین P&D اور چیف سیکرٹری نے اتنی محنت کرکے اتنی رقم مہیا کرنے کے بعد اس کی نوک پلک سنواری ہے اور اس نوک پلک سنوارنے کے اندر جب یہ بجٹ پاس ہو کر ان کے پاس چلا گیا تو اس کو monitor کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ آج الائیڈ اپوزیشن ہے اور قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب ہیں، اس الائیڈ اپوزیشن نے اپنا play role کیا ہے اور اسے monitor بھی ہم نے کرنا ہے اور یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ جس طرح پہلے 1500۔ارب روپیہ خرچ ہو چکا ہے لیکن on ground کہیں پر بھی کوئی بڑا پراجیکٹ نظر نہیں آتا۔اسی طرح ایسا نہ ہو کہ پھر آنے والا سال گزر جائے۔اب کوئی زیادہ ٹائم نہیں ہے 8۔فروری 2013 کو الیکشن ہونا ہے اور اسمبلیوں نے 8۔نومبر 2012 میں dissolve ہونا ہے اس لئے اس سے پہلے جو ٹائم ہے میں کہتا ہوں کہ ان کو ہمارا دست تعاون حاصل ہو سکتا ہے اور میں ساری اپوزیشن کی منت کر لوں گا لیکن پنجاب کی ڈویلپمنٹ کے لئے یہ جو 665۔ارب روپیہ ہے وہ صحیح استعمال ہو جائے اور آخری سال میں ہی پنجاب کے عوام کے حصے میں تقریروں کے علاوہ کچھ تدبیریں آ جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سستی روٹی کا 11۔ارب روپیہ ، پنجاب فوڈ سپورٹ کا 12۔ارب روپیہ اور رائے ونڈ کی سڑک کے جتنے بھی ارب ہیں ان کو آگے یا پیچھے کر لیں اگر ان سب کو ملائیں تو ان کا ذمہ دار کون ہے؟ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ڈویلپمنٹ کا حصہ ہی سہی لیکن اس کے لئے یہاں پر جو باتیں کی گئیں میں ان میں کسی کی بھی نفی نہیں کرتا، کسی بات کو بھی متنازع نہیں بنانا چاہتا لیکن میں صرف اس بات کا جواب چاہتا ہوں اور اپوزیشن بار بار یہ بات کر رہی ہے۔آج پیپلز پارٹی نے oppose نہ کر کے اپنا وعدہ پورا کیا لیکن چونکہ ہماری قیادت کی ہدایت تھی اس لئے ہم نے اس پر cut motions دیں، اس پر debate کی اور ہم نے اسے اس خطرے کے تحت رد بھی کیا کہ پچھلے تین سال کی طرح یہ بھی برباد ہونے والا ہے اور عوام اس بات کے گواہ ہوں۔کہا جاتا ہے کہ "جب آگ لگی ہوئی تھی تو ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی کا قطرہ لے جا کر پھینک رہی تھی اور کچھ لوگ آگ لگا رہے تھے۔کسی نے کہا کہ تمہارے اس قطرے سے آگ بجھ جائے گی تو اس نے کہا کہ میرا نام بجھانے والوں میں لکھا جائے گا، لگانے والوں میں نہیں۔"ہم یہ چند وہ لوگ ہیں جو آگ بجھانے والوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں، آگ لگانے والوں میں شامل نہیں ہونا چاہتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہو تو اس ایک سال کے اندر اپنے پچھلے تین سالوں کی ساری کی ساری خامیاں دور کی جا سکتی ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں یہ عوام کو کچھ دیں، عوام کی سسکیوں کی آواز کم کریں۔اس کا ثبوت کیا ہو گا؟اس کا ثبوت یہ ہو گا کہ جب 2012 چڑھے گا تو مال روڈ پر کاروبار ہو رہا ہو گا وہاں پر جلوس جلوس نہیں کھیلا جا رہا ہو گا۔اگر اس بجٹ کا صحیح استعمال ہو گیا تو وہاں پر جلوس جلوس نہیں کھیلا جائے گا بلکہ وہاں کاروبار ہوں گے۔میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نیتوں پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔سیاست اور جمہوریت ایک مسلسل عمل کا نام ہے یہ تو ناممکن کو ممکن کر کے دکھانے کا نام ہے۔اگر وزیر اعلیٰ اس ناممکن کو ممکن کر دکھائیں جسے وہ ناممکن کہہ رہے ہیں تو انہیں اتنا بڑا بجٹ ناممکن کو ممکن کرنے کے لئے دیا گیا ہے اور انہیں ڈویلپمنٹ اور پنجاب کو بہتر کرنے کے point of view سے ساری اپوزیشن کا تعاون حاصل ہے۔میں اس بات کو بھی سراہنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس دفعہ تشریف لائے ہیں انہوں نے اپنی باتیں کیں اور ہماری بھی سنیں۔میں سمجھتا ہوں کہ exchange of dialogues سے بہتر صورتحال نکلے گی۔یہاں کسی کی کوئی ذاتیات نہیں ہیں ہم تو ایک فریضے کے تحت یہاں پر آئے ہوئے ہیں۔میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ مہلت دی کہ میں اپنی معروضات پیش کر سکوں۔ہم ایک سسٹم کے تحت یہاں پر آئے ہیں وہ جمہوریت کا سسٹم ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں پچھلے پچیس سالوں سے منتخب کروا کر یہاں بھیجا ہے ہم نے یہ ادارے اپنے رویوں سے ٹوٹتے ہوئے دیکھے ہیں۔ہم نے رویوں سے سب سے بڑے قانون ساز ادارے ٹوٹتے ہوئے دیکھے ہیں۔ان میں سب سے بڑی بات یہ ہوتی تھی کہ ان اداروں کو ایک ٹکر سے توڑنے کی کوشش کی گئی۔اس ٹکر سے ادارے تو نہ ٹوٹتے لیکن یہ ادارہ پاش پاش ہو گیا اور اس کی پیشانی خون آلود ہو گئی اور کچھ دنوں بعد لوگوں کو یہاں پر پھر یہ دیکھنا نصیب ہوا۔ایسے وقت بھی آتے رہے کہ جب روّیوں کی وجہ سے اس ادارے کو تالے لگ گئے تو مال روڈ سے گزرتے ہوئے سابقہ ممبران یہ کہا کرتے تھے کہ کاش ایسا وقت آ سکتا کہ ہم اس معزز، مؤقر اور قانون دینے والے ایوان میں آ سکیں گے۔پھر وہ وقت آیا کہ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب سمیت جتنے بھی لوگ موجود ہیں ان کی جمہوری جدوجہد کی وجہ سے الیکشن ہوئے اور پھر لوگ یہاں پر آئے لیکن پھر ایسا نہ ہو کہ ہم مورد الزام ٹھہرائے جائیں کہ انہی لوگوں نے دوبارہ اس ایوان کو توڑا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ حالات بہت خراب ہیں آج جس طریقے سے فوج کو target بنایا جا رہا ہے ایک سوال اٹھتا ہے کہ فوج پر تنقید کرنے میں کیا حرج ہے تنقید کی جانی چاہیئے۔میں آپ کی وساطت سے حکومتی پارٹی کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ There is a very

اسی طرح تنقید اور تذلیل میں ایک بہت thin line between respect and flattery باریک لائن ہے۔ یہ تذلیل نہیں ہونی چاہئے۔ یہ تنقید کریں اور تنقید تو ہم بھی کرتے ہیں لیکن آپ سارے کے سارے صفحات پڑھ لیں، میڈیا کی تقاریر دیکھ لیں اور میڈیا جس طریقے سے lead کر رہا ہے۔ ایک رسم چل پڑی ہے کہ "واشنگٹن پوسٹ" سے لے کر "لندن ٹائمز" کے اندر ذرائع کے ساتھ ایک خبر چھپوائی جاتی ہے اور پھر تمام میڈیا اور کچھ بڑے بڑے لیڈر بھی اسے لے کر چل پڑتے ہیں کہ وہاں یہ لکھا ہوا ہے۔ وہ کون سے گنگا نہائے ہوئے لوگ ہیں؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ اداروں خصوصاً آرمی کی تذلیل بند کی جائے اور اس thin line کو observe کیا جائے۔ تنقید کی جائے اس میں ہم ان کے ساتھ ہیں اور بہتری کے لئے ان کے ساتھ ہیں لیکن کسی کے خلاف نہیں ہیں۔ یہ میری آخری بات ہے کہ منتقم مزاج سیاستدان کبھی deliver نہیں کر سکتا۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ پہلے قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دیں۔

میاں محمد رفیق: ان کے بعد میری باری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ بات کر کے ایوان سے چلے جاتے ہیں اور ہماری باتیں سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ پچھلے دور حکومت کی غلطی کو دہرانا جائز بات نہیں اگر ماضی میں کسی پرائیویٹ سکول یا ادارے کو پیسے دیئے گئے ہیں تو وہ غلطی تھی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے موجودہ حکمران اس غلطی کو کیوں دہرا رہے ہیں اور یہ پرائیویٹ سکول کو کیوں پیسے دے رہے ہیں؟ سرکاری سکولوں کے بچے چھت نہ ہونے کے باعث درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں جبکہ حکومت کی طرف سے پرائیویٹ سکولوں کو پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کہنا کہ پچھلی حکومت کی طرف سے جمخانہ کو پیسے دیئے گئے، میں پوچھتا ہوں کہ اس فنڈ کو کس نے منظور کیا؟ ان میں سے بہت سارے لوگ جن کے لمبے لمبے قد ہیں اور جو مشرف کے نعرے لگاتے تھے آج وہ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج وہ نواز شریف اور شہباز شریف کے نعرے لگا رہے ہیں جبکہ کل وہ مشرف زندہ باد کہتے تھے۔ ہم تو اُس وقت بھی مشرف

مردہ باد کہتے تھے اور آج بھی مشرف مردہ باد کہتے ہیں۔ اُس وقت مشرف کو زندہ باد کہنے والوں اور جم خانہ کے لئے funds منظور کرنے والوں کو کس اخلاقی جواز کے تحت وزیر اعلیٰ نے اپنی گود میں بٹھایا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ ہمیں اس کا جواب دیں کہ وہ کون سا اخلاقی جواز ہے جس کے تحت انہوں نے ان مشرف کے ساتھیوں کے ساتھ ملاپ کیا ہوا ہے، اس ٹیم کے لوگوں کو لوٹے بنا کر، ان کی support حاصل کر کے آج وہ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ بن کے بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر! ہم نے جناب آصف علی زرداری کے حکم پر آج کسی budget demand کی مخالفت نہیں کی بلکہ ہم نے حکومت کا ساتھ دیا ہے۔ ہم نے جناب آصف علی زرداری صاحب کی قیادت میں ہمیشہ جمہوریت اور جمہوری اداروں کی مضبوطی کے لئے مثبت role ادا کیا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے جمہوری اداروں کو مضبوط کرنے کے مشن کو جاری رکھیں گے اور ہمیں اس سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی چودھری ظہیر الدین خان صاحب نے کہا ہے کہ آپ فوج پر تنقید ضرور کریں لیکن اس کی تذلیل نہ کریں۔ صلاح الدین ایوبی نے کہا تھا کہ اگر کسی ملک کو توڑنا ہو تو اس کی فوج کو کمزور کریں۔ آج فوج کو کون کمزور کر رہا ہے، آج فوج پر کون تنقید کر رہا ہے؟ ہم پاکستان کی افواج کو سلام پیش کرتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے ایک جرنیل کو آپ کی کرسی پر بٹھایا تھا تو اُس وقت فوج بہت اچھی تھی۔ اگر ان کی کوئی ذاتی لڑائی پرویز مشرف سے ہے تو وہ اس کا نام لے کر لڑیں۔ یہ لڑائی ہم ان کے ساتھ مل کر لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ آج آصف علی زرداری صاحب نے بتایا ہے کہ انہیں کہا گیا تھا کہ پرویز مشرف کو رہنے دو اور پنجاب کی حکومت لے لو لیکن انہوں نے یہ بات نہیں مانی اور تھالی میں رکھ کر مسلم لیگ (ن) کو پنجاب حکومت کا یہ تحفہ دیا ہے۔ آج یہ ہمیں مولوی بن کر سیاست کرنی نہ سکھائیں۔ ایک مولوی صاحب پنجاب میں بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے مولوی صاحب آزاد کشمیر میں درس دے رہے ہیں۔ ہمیں درس دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کبھی جمہوریت کو چھوڑ کر بھاگے ہیں، کبھی معافی مانگی ہے اور نہ ہی مانگیں گے۔ اگر آمروں سے لڑنا ہے اور ان کے خلاف جدوجہد کرنی ہے تو آؤ ہمارے ساتھ عہد کرو کہ ہم کبھی ملک چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ کوشش کریں گے کہ اس ملک میں دوبارہ آمر قبضہ نہ جمائیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ فوج کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ ہم یہاں ایوان میں بیٹھے ہیں جبکہ پاکستان کی افواج اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کر رہی ہے۔ اگر کسی ایک آدمی سے غلطی ہوئی ہے تو اس کا نام لے کر بات کریں۔ اگر مشرف نے انہیں تکلیف

پنجابی ہے اور کوئی زیادتی کی ہے تو اس حوالے سے ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن جس طرح درس دینے کی کوشش کی جارہی ہے، جس طرح پوری قوم کو فوج کے خلاف گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے یہ ہم نہیں ہونے دیں گے۔ ہم فوج کے ساتھ اس لئے کھڑے ہوں گے کیونکہ وہ ہمارے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ ہمارے لئے جان دینے والی فوج ہے۔ افواج پاکستان نے ہمیشہ ہم سے دس گناہ بڑی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ جب بھی ملک پر کوئی مشکل وقت آیا تو ہماری افواج نے مضبوط ارادے کے ساتھ ملک کا دفاع کیا ہے۔ انہوں نے سرحدوں پر کھڑے ہو کر اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہماری بدقسمتی دیکھیں کہ جو مشرف کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے آج وہ اپوزیشن لیڈر کی تقریر کے دوران کھڑے ہو کر بات کرنے کی جرأت کر رہے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک وارث کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں اور اس کے بعد کوئی تقریر نہیں ہو گی کیونکہ ایوان کا وقت 3-00 بجے ختم ہو جائے گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے میری ذات پر حملہ کیا ہے اس لئے مجھے جواب دینے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پرویز مشرف کے دور میں آپ ممبر تھے، میں بھی ممبر تھا اُس وقت یہ صاحب جو حرکتیں کرتے تھے اس حوالے سے یہ پہلے قوم سے معافی مانگیں پھر بات کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ میری ذات کے حوالے سے بات کر رہے ہیں اس لئے مجھے جواب دینے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وارث کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس صوبے کے پیسوں کا صحیح استعمال ہو۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس مرتبہ اپنے دفتر کے لئے 26 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ پچھلی دفعہ انہوں نے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ کے دفتر کے لئے 26 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس میں ہم 25 فیصد بچت کریں گے جبکہ انہوں نے 32 کروڑ روپے خرچ کر دیئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو آدمی اپنے دفتر

کے اخراجات کم نہیں کر سکتا تو اس نے صوبے کے دوسرے محکموں پر کیا کنٹرول کرنا ہے؟ اس مرتبہ پھر انہوں نے 26 کروڑ روپے رکھ کر اعلان کیا ہے کہ ہم اس میں سے 25 فیصد بچت کریں گے۔ جب اگلا بجٹ آئے گا، انشاء اللہ ضرور آئے گا، یہ پیش کریں اور پھر اس میں آپ دیکھیں گے کہ وزیر اعلیٰ کے دفتر پر کتنے اخراجات اٹھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد نہیں ہے تو اس سے بڑا تضاد اور کیا ہو سکتا ہے؟ ان سب حقائق کے باوجود ہم جناب آصف علی زرداری صاحب کے کہنے پر ان کا ساتھ دیں گے کیونکہ انہیں صوبے میں اکثریت حاصل نہیں ہے۔ ان کی ایوان میں اکثریت نہیں ہے اور لوٹوں کے ووٹ یہ نہیں لے سکتے۔ قانون اور آئین میں اس کی اجازت نہیں ہے اس لئے پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت کی کامیابی اور مضبوطی کے لئے مسلم لیگ (ن) کا اس ایوان میں ساتھ دے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں بھی اس معزز ایوان کو مالی سال 12-2011 کے بجٹ کو منظور کئے جانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے حکومتی اور حزب اختلاف کے ممبران نے بجٹ بحث میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ ان کی طرف سے جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان کو بجٹ کا حصہ بنایا جائے گا۔ میں ایک مرتبہ پھر بجٹ منظور ہونے پر ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 23۔جون 2011 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔